بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ   وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

حضور رئیس العلما و رئیس الحفاظ رحمۃ اللہ علیہما کی حیات و خدمات پر مشتمل، مختصر،
مستند اور جامع رسالہ بنام

بُوستانِ رئیس العُلما

از

محمد جسیم اکرم مرکزی پورنوی حفظہ اللہ

زیر اہتمام

دار العلوم عثمانیہ

خانقاہ عالیہ، قادریہ، مسلمیہ، شعیبیہ
لعل گنج، پورنیہ، بہار۔ پن کوڈ: ۸۵۴۳۰۳

شاہ مسلم میاں اور حافظ شعیب
صاحبان ولایت پہ لاکھوں سلام

حضور رئیس العلما و رئیس الحفاظ رحمۃ اللہ علیہما کی حیات و خدمات
پر مشتمل، مختصر، مستند اور جامع رسالہ بنام

بُوستانِ رئیس العُلما

از

محمد جسیم اکرم مرکزی پورنوی حفظہ اللہ

زیر اہتمام

دار العلوم عثمانیہ

خانقاہ عالیہ، قادریہ، مسلمیہ، شعیبیہ
لعل گنج، پورنیہ، بہار۔ پن کوڈ: ۸۵۴۳۰۳

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:ــــــــــ بوستان رئیس العلما۔
از:ــــــــــ محمد جسیم اکرم مرکزی پورنوی۔
نظر ثانی:ــــــــ فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی محمد ارشاد احمد رضوی ساحل سہسرامی علیگ، مصباحی۔سابق استاذ: جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔
تصحیح:ــــــــ شاعر نامدار حضرت حافظ وقاری مفتی محمد شہزاد حسین شہزاد غلام جیلانی مرکزی دام ظلہ العالی۔
کمپوزنگ:ــــــ حضرت حافظ مولانا محمد مجاہد حسین پورنوی۔
ڈیزائننگ:ــــــ حضرت مولانا رحمت علی مصباحی حفظہ اللہ۔
سن اشاعت:ــــــــــــ ۲۰۲۲ء
تعداد اشاعت:ــــــــــ ۱۰۰۰
قیمت:
ناشر:ــــــ دارالعلوم عثمانیہ لعل گنج، پورنیہ، بہار۔

ملنے پتے

(۱) دارالعلوم عثمانیہ لعل گنج، پورنیہ۔موبائل: 9204142539
(۲) ایم، ایس، اسٹور لال مکان، نیوالال چوک، پورنیہ۔
موبائل: 7764984260 / 7903147919
(۳) جہانگیر، میڈیکل ایجنسی لائن بازار، پورنیہ۔
موبائل: 9852888860 / 7903226725
(۴) میہر لائٹ ہاؤس، کارپوری مارکیٹ، پرانا بس اسٹینڈ، کٹیہار۔ 9069483254
(۵) محی الدین الدین ٹریڈرس پانیصدرہ بائسی، پورنیہ۔ 9523788434

فہرست مضامین

تقریظ حسن

جانشین حضور رئیس الحفاظ حضرت حافظ و قاری مولانا محمد شافع رضا رضوی دام ظلہ العالی۔ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ مسلمیہ شعیبیہ۔

لک الحمد یا اللہ الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ اما بعد!

یوں تو ہندوستان کی سرزمین پر بہت سارے علمائے کرام ومفتیان عظام اور صوفیائے کرام کی تشریف آوری ہوتی رہی۔ اور الگ الگ صوبہ کے الگ الگ قصبہ میں اپنے علم وعمل اور حسن اخلاق کے ذریعے لوگوں کو فائدہ پہونچاتے رہے، لیکن صوبہ بہار کا وہ علاقہ جسے ہم سیمانچل کے نام سے جانتے اور پہچانتے ہیں۔ یوں تو علمائے کرام اس وقت اس خطے میں کثیر تعداد میں موجود ہیں، لیکن جس وقت اس علاقہ میں علمائے کرام کی تعداد بہت کم تھی، وہ دور بڑا نازک دور تھا، لوگ طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلا تھے، احکام شرعیہ سے نابلد تھے، آداب زندگی سے ناواقف تھے، ایسے عالم میں لعل گنج کی سرزمین پر خاندان خورشید میں ایک ۱۸ سالہ نوجوان جنہیں لوگ سرکار رئیس العلما حضرت علامہ محمد مسلم رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے یاد کرتے ہیں، ان کی ذات ستودہ صفات نے اس علاقہ کو اپنے علم وفضل وکمال کے ذریعے سینچا اور پروان چڑھایا، بہت سارے مساجد، مکاتب اور خانقاہیں قائم کیں، لوگوں کو زندگی گزارنے کے طریقے اور آداب سکھائے۔

یہ دور تھا حضور اشرف الاولیا سید محمد مجتبیٰ اشرف رحمۃ اللہ علیہ اور حضور سید الاتقیا سید نذیر احمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور قطب پورنیہ زعیم العلما حضرت علامہ غلام یٰسین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ میرے دادا حضور نے انہیں مقدس ہستیوں کے ساتھ تبلیغ دین متین کا

فریضہ انجام دیا۔اور ایک قدیم ادارہ دارالعلوم عثمانیہ جس کی بنیاد ایک سو سال قبل ۱۹۲۱ء میں رکھی گئی تھی، جس میں دور دراز سے طلبائے کرام تشریف لاتے رہے اور حضور رئیس العلما سے اپنی علمی پیاس بجھاتے رہے، بالآخر ۱۹۸۶ء میں حضرت کا وصال مبارک ہوا، میری عمر اس وقت بہت کم تھی، میں سوچتا تھا کہ ایک مرد قلندر درویش صفت انسان نے اپنی تمام عمر دین متین کی خدمت میں گزار دی، ہر خطے میں علم وعرفان کا چراغ روشن کیا، لیکن صفحۂ قرطاس ان کی حیات و خدمات سے محروم ہے، کاش کوئی اس کارنامے کو انجام دیتا اور میری دلی مراد پوری ہوتی، آخر کار ایک دن میں نے اس کا تذکرہ اسی دارالعلوم عثمانیہ کے طالب علم (جو کہ ابا حضور سرکار رئیس الحفاظ حضرت حافظ وقاری مولانا محمد شعیب عالم رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ہیں ان) سے کیا اور انہوں نے بھی اس گراں قدر کارنامے کو انجام دینے کا عزم مصمم کرلیا۔

عزیزم حضرت حافظ وقاری مولانا محمد جسیم اکرم مرکزی نے اپنی جد و جہد اور کد و کاوش کے ذریعے مواد اکٹھا کیا اور حضرت کی حیات و خدمات پر مختصر مگر جامع ایک سو سے زائد صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ بنام ”بوستان رئیس العلما“ لکھ کر میری امید کے بجھتے ہوئے چراغ کو روشن کر دیا۔ واقعی یہ ایک عمدہ اور قابل ستائش قدم ہے۔ بس مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سبھوں کو بزرگان دین اور اولیائے کاملین کے نقش قدم پر چلنے اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

آپ حضرات سے گزارش ہے کہ خانقاہیں اور مدارس اسلامیہ، دین اسلام کے عظیم مراکز ہیں، ان سے وابسطہ رہیں! کیوں کہ یہی روحانی تربیت گاہیں ہیں۔آخر میں دعا گو ہوں کہ پروردگار عالم موصوف کی اس گراں قدر خدمت کو شرف

قبولیت عطا فرمائے۔اور علم وعمل اور عمر میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

از: محمد شافع رضا رضوی
خادم دارالعلوم عثمانیہ لعل گنج، پورنیہ، بہار
وخانقاہ عالیہ قادریہ، مسلمیہ، شعیبیہ۔
۲۰ فروری بروز اتوار ۲۰۲۲ء۔

تقریظ جمیل

از قلم: حضرت مفتی محمد معراج عالم مرکزی قادری دام ظلہ العالی (بائسی پورنیہ بہار)۔

حامداً و مصلیا و مسلما امابعد!

بلا مبالغہ صوبۂ بہار کا ضلع پورنیہ جس کا رقبہ ماضی میں کافی وسیع وعریض تھا، جو کبھی سرکار پورنیہ کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا، اپنے اندر آثار قدیمہ کے علاوہ قدرت کے حسین مناظر، پرلطف باغات، بل کھاتی ندیاں، اونچی سڑکیں، راجہ مہاراجاؤں کی عالی شان کوٹھیاں اور ہر چہار جانب گنگا جمنی تہذیب کی جھلکیاں دلوں کو موہ لیتی ہیں، اور یہ ضلع تاریخی مقامات کی سیر کرنے والے کو خوب خوب سیراب بھی کرتا ہے، یوں تو یہ علاقہ زمانہ قدیم سے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کا مسکن رہا ہے، جس کی وجہ سے بدھسٹ، جینی اور برہمنی رسم ورواج کو کافی فروغ ملتا رہا، مگر جوں ہی اس خطہ میں اسلام کی کرنیں پھوٹیں، ساری ظلمتیں یک دم کافور ہوگئیں اور حق وصداقت کا چراغ روشن ہوگیا۔ شاہان دہلی کے زیر اثر مختلف مسلم حکمرانوں نے شہر پورنیہ کو اپنا پایۂ تخت بنایا اور حکومت کی۔

لیکن باقاعدہ اسلامی افکار ونظریات کی صحیح تعلیم لوگوں تک پہونچانے کے لئے اور انہیں حق کی سیدھی راہ پر چلانے کے لئے جوں ہی مردان قلندر اور صوفیائے کرام کی نظر عنایت اس خطہ پر پڑی تو اس کی دنیا ہی بدل گئی۔ ان بزرگان دین نے اپنی پاکیزہ کوششوں سے تبلیغ وارشاد کا فریضہ سرانجام دیا، مختلف جگہوں میں خانقاہیں قائم کیں اور وہاں تزکیۂ نفس کے ذریعے روحانیت کا سبق پڑھایا، خلفا ومریدین کی ایک متحرک ٹیم تیار کی، اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ سرزمین علم وادب اور فکر وسخن کا گہوارہ بن گئی، بے شمار علما وفضلا اس کی کوکھ سے جنم لئے اور سچ کہئے تو

آج یہ علاقہ کسی مدینۃ العلم سے کم نہیں۔ مگر افسوس کہ آج ہماری تاریخ ان کی سیرت وسوانح اور تذکروں سے خالی ہے۔

بلاشبہ ان اکابر علما وفضلا کی سیرت وسوانح کو تاریخی صفحات میں محفوظ رکھنا اور پڑھنا، نئی نسل کے لئے کسی نشان منزل سے کم نہیں، انہیں اکابرین میں ایک ذات ستودہ صفات حضور رئیس العلما علامہ مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ جو آزادئ ہند سے قبل بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں شہر پورنیہ کے محلہ لعل گنج کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اور والد گرامی حضرت منشی خورشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قائم کردہ ادارہ دار العلوم عثمانیہ (لعل گنج، پورنیہ) میں ابتدائی تعلیم وتربیت حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے مرکز عقیدت بریلی شریف کا رخ کیا، جہاں عاشق رسول سیدی سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر، علم وعمل کے پیکر، حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان اور علامہ مفتی افضل حسین مونگیری رحمۃ اللہ علیہما کے دامن فیض سے وابستہ رہ کر مختلف علوم وفنون کی سیرابی حاصل کی۔ حضور رئیس العلما کے برادر شفیق حضرت علامہ ومولانا غلام محی الدین دلکش پورنوی بھی اپنے وقت کے جید عالم دین تھے، حضور رئیس العلما نے دو شادیاں کی تھیں، چنانچہ رئیس العلما کے صاحبزادگان میں ایک نمایاں نام حضور رئیس الحفاظ حضرت محمد شعیب عالم رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جن کا انتقال ماضی قریب میں ہی یعنی ۲۰۱۷ء کو ہوا تھا، باقی ابھی بقید حیات ہیں، ایسا لگتا ہے کہ حضور رئیس العلما نے اپنی زندگی میں اس علمی چمن کو اپنے خون جگر سے خوب خوب سینچا تھا، جو آج لہلہاتا نظر آرہا ہے۔

مجھے کافی خوشی ہوئی کہ امسال جشن صد سالہ وعرس حضور رئیس العلما و رئیس الحفاظ کے موقع پر میرے علمی دوست، قرطاس وقلم کے عاشق، خوش فکر وخوش مزاج، جواں ہمت اور ترقی پسند شاعر جن کے قلم سے نوخیزی میں پیری کی جھلک

نظر آتی ہے یعنی حضرت مولانا حسیم اکرم صاحب سلمہ۔(متعلم جماعت سادسہ، جامعۃ الرضا بریلی شریف) نے حضور رئیس العلما اور ان کے نامور شہزادے حضور رئیس الحفاظ کے حیات و خدمات پر مشتمل عمدہ معلومات کتابی شکل میں قوم کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی ہے، مزید خوشی ہوئی کہ موصوف نے کتابچہ کا مسودہ مجھ ناچیز کو ارسال فرمایا، تحریر کو مختلف مقامات سے پڑھا، الحمدللہ بہت عمدہ اور مستند واقعات و معلومات پر مشتمل پایا۔ موصوف نے کہیں غلو سے کام نہیں لیا ہے بلکہ دیانتداری اور غیر جانب دارانہ طرز تحریر اپنائی ہے، سونے پہ سہاگہ یہ کہ موصوف چونکہ ایک خوش فکر شاعر بھی ہیں، اسی لئے کتابچہ کے آخر میں ان بزرگوں کی شان میں چند منظوم کلام بھی شامل کر دیئے ہیں۔ اور اس کتابچہ کا نام ”بوستان رئیس العلما“ تجویز فرمایا ہے جو اسم با مسمیٰ ہے۔

اخیر میں دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ موصوف کے زمانہ طالب علمی کی اس عمدہ کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ نیز حضور رئیس العلما کے باحیات بردران حکیم محمد شیث عالم رضوی، حضرت قاری و مولانا شمعون رضا صاحبان اور رئیس العلما کے پوتے حضور رئیس الحفاظ کے شہزادے حضرت حافظ وقاری مولانا شافع صاحب (سربراہ اعلیٰ: دارالعلوم عثمانیہ) اور ناظم تعلیمات حضرت مولانا شاکر رضا رضوی صاحبان کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

ازقلم: محمد معراج عالم مرکزی

(مقیم حال: شیموگہ، کرناٹک)۔

بتاریخ: ۱۲فروری، بروز ہفتہ، ۲۰۲۲ء۔

تقریظ جلیل

ازشاعر نامدار حضرت حافظ وقاری مفتی محمد شہزاد حسین غلام جیلانی مرکزی حفظہ اللہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

اللہ تعالیٰ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا کرام علیہم السلام بھیجے، ان میں بعض وہ ہیں جو نیا دین اور نئی شریعت لے کر آئے اور بعض وہ ہیں جو نیا دین اور نئی شریعت لے کر تو نہیں آئے البتہ کسی نبی کے دین کی تبلیغ و اشاعت اور اس کو آگے بڑھانے کا کام کیا، مگر چونکہ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آخری نبی ہیں، خود فرماتے ہیں: لا نبی بعدی۔ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اور ہر دین تبلیغ و مبلغ چاہتا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے دین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے دو جماعتیں بھیجیں، ایک علما کرام کی اور دوسری اولیا کرام کی اور دونوں کے درمیان عام و خاص مطلق کی نسبت رکھی، سو دونوں کی ذمہ داریاں بھی قدرے مختلف ہوئیں یعنی جو کتابوں سے قرآن و حدیث سے ماننے والے تھے، ان کے لئے علما کرام کو بھیجا اور جو کتابوں سے نہیں ماننے والے تھے ان کے لئے اولیا کرام کو بھیجا۔

مثلاً یہی کہ حضور قبر میں تشریف لاتے ہیں، اب اگر کوئی یہ کہے کہ ایک دن میں ہزاروں لاکھوں لوگ دفن ہوتے ہیں تو حضور تنہا کیسے سب کی قبر میں تشریف لاتے ہوں گے؟

تو اب ان کو کتابوں سے اور حوالوں سے نہیں منوا سکتے، کیوں کہ وہ کتابوں کو مانتا ہی نہیں۔ لہٰذا اب ضرورت پڑتی ہے ایسی دلیل کی جس کو وہ دیکھ کر مانے، تو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک وقت میں ستر مریدوں کے گھر جا کر یہ بتا دیا کہ

جس کا غلام ایک وقت میں ستر مریدوں کے گھر جا سکتا ہے تو اس کا آقا و مولیٰ ایک وقت میں ستر ہزار قبروں اور ستر ہزار جگہوں میں کیوں نہیں تشریف لے جا سکتے ؟

لہٰذا جو کتابوں سے قرآن و حدیث سے ماننے والے تھے، ان کے لئے علما کرام کو بھیجا کہ وہ حوالوں سے منوائیں اور جو دیکھ کر ماننے والے تھے، ان کے لئے اولیا کرام کو بھیجا کہ وہ ان کو اپنی کرامات سے منوائیں ۔

اور یہ اولیا کرام الگ الگ سرزمین میں تشریف لائے، انہیں میں سے ایک سرزمین، سرزمین پورنیہ جو کہ مشرقی اور شمالی بہار میں واقع ہے، اس کے مشرق میں بنگال اور شمال میں نیپال ہے ۔ دور دور تک پہاڑ وغیرہ نہ ہونے کی وجہ سے یہاں کی زمین کافی نشیبی ہے، اسی وجہ سے یہاں ندی، نالے، نہروں اور دریاؤں کی کثرت ہے، ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ دس پندرہ کیلومیٹر کا سفر کریں اور آپ کو کسی ندی یا پل سے نہ گزرنا پڑے، پانی کی سطح کافی قریب ہے یعنی بیس سے تیس فٹ بورنگ سے پانی نکل آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ یہاں کی ہریالیاں اور سبزہ زاریاں دیدنی ہیں ۔

ہاں! تو بات چل رہی تھی ندی، نالوں، نہروں اور دریاؤں کی تو بتاتا چلوں کہ قدرت نے یہاں دو طرح کے دریا کثرت سے رکھے ہیں، ایک وہ جن میں پانی بہتا ہے، اس کا نام تو وہی پروان، کنکئی اور مہانندہ وغیرہ ہے ۔ اور جن میں علم بہتا ہے، ان میں کسی کا نام استاذ زمن، امام علم فن، عکس زفر و ظفر حضرت خواجہ مظفر حسین رحمۃ اللہ علیہ ۔ تو کسی کا نام کنز الدقائق، محرم حقائق، منظور نظر حضرت علامہ مفتی حسن منظر قدیری رحمۃ اللہ علیہ ۔ تو کسی کا نام امام الصرف، امام النحو، عمدہ خیال، شیریں مقال حضرت علامہ مفتی محمد بلال رحمۃ اللہ علیہ ۔ تو کسی کا نام مناظر اہل سنت، سرمایۂ ملت، امت کے نگہبان، حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر پورنوی صاحب قبلہ حفظہ اللہ ہے ۔ جن

ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں تشنگان علوم نبویہ و دینیہ بالواسطہ و بلا واسطہ سیراب ہو رہے ہیں ۔

اور انہیں میں سے ایک نام زعیم الزعما، رئیس العلما، حضرت علامہ محمد مسلم رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جن کی حیات و خدمات، احوال و واقعات کو آپ ابھی کتابچہ کے اندر پڑھیں گے ۔ ان کو جمع کرنے کے لئے میرے عزیز، میرے ہمدم حافظ و قاری مولانا محمد جسیم اکرم حفظہ اللہ نے آستین الٹے اور کمر سے دامن باندھا اور اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کے لئے اپنی تمام تر کوششیں صرف کر دیں اور اب الحمدللہ، بفضل اللہ و بعون اللہ یہ مختصر مگر جامع کتابچہ آپ کے ہاتھ میں ہے ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف کو ان کی کاوشوں کا بدلہ اور رئیس العلما اور رئیس الحفاظ کا صدقہ عطا فرمائے ۔ آمین یارب العلمین بجاہ سید النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

از: شہزاد حسین مرکزی ۔

(خادم الفقہ مدرستہ الرضا، شاخ جماعت رضائے مصطفیٰ، بیاور اجمیر شریف، راجستھان) ۔

بتاریخ: ۱۷ فروری ۲۰۲۲) ۔

﴿شرف انتساب﴾

- مخدوم جہاں مخدوم شرف الدین یحیٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت شیخ محمد سراج الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مخدوم محمد علاؤالحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ
- قطب الاولیا حضرت شیخ جمال الحق بندگی رحمۃ اللہ علیہ
- مرشدنا حضور تاج الشریعہ الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ان عالی درباروں کا ادنیٰ خادم
محمد جسیم اکرم حفظہ اللہ
ابن: محمد منام عالم و جہان آرا عفی عنہم۔

﴿مقدمہ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَكَ الحَمدُ يَا اَللّٰه اَلصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَيكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَعَلٰى آلِكَ وَاَصحَابِكَ اَجمَعِين اَمَّا بَعدُ!

اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے بزرگوں کی حیات و خدمات کو تحریری شکل میں باقی رکھنا زندہ قوموں کی علامت ہے، کیونکہ تاریخ ہم کو بزرگوں کے حالات سے واقف کر کے دل و دماغ میں ایک بابرکت جوش پیدا کر دیتی ہے۔ انسان کی فطرت میں ایک خاص قسم کی طلب ہے۔ جو ممالک کی سیاحی، باغوں کی سیر اور کوہ و صحرا کے سفر پر آمادہ کر دیتی ہے، یہی فطری تقاضا ہے جو بچوں کو رات کو چڑھے چڑیا کی کہانی اور جوانوں کو طارق و خالد کے واقعات سننے پر آمادہ کرتا ہے۔

اور یہی تقاضا ہے جو ''فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون'' کے حکم کی تعمیل اور تاریخی کتابوں کے مطالعہ کی طرف انسان کو متوجہ کرتا ہے اس فطری تقاضا پر نظر فرما کر فطرتوں کے خالق نے کتب سماویہ میں چاشنی رکھی ہے۔ بنی اسرائیل کیسی عظیم الشان قوم تھی کہ ''نحن ابنؤ اللہ و احبؤہ'' تک کہہ گزرے لیکن جب اپنے بزرگوں کے حالات سے بے خبر ہو گئے قعر مذلت میں گر گئے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ''یا بنی اسرائیل اذکروا'' کے الفاظ سے بار بار ان کو مخاطب فرمایا اور ان کے بزرگوں کے حالات کو یاد دلایا۔

تاریخ کا مطالعہ حوصلہ کو بلند کرتا ہے، ہمت کو بڑھاتا ہے، نیکیوں کی ترغیب دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے دانائی اور بصیرت ترقی کرتی دور اندیشی بڑھتی حزم اور احتیاط کی عادت پیدا ہوجاتی ہے۔ دل سے رنج و غم دور ہو کر مسرت و خوشی میسر ہوتی ہے۔

جو قوم اپنے تاریخی حالات اور واقعات سے پورے طور پر مطلع ہوتی ہے،اس کے قومی امتیازات اور خصوصیات بھی محفوظ رہتی ہیں۔اور قوم کے افراد کا کسی میدان میں اور کسی مقابلہ میں دل نہیں ٹوٹنے دیتی ہیں۔بلکہ کم ہمت کو بھی چست رکھ کر درست انجام کار تک پہونچا دیتی ہیں۔

وہ شخص جو اپنے باپ دادا کے حالات سے بے خبر ہے،موقع پا کر خیانت کر سکتا ہے۔لیکن جو یہ جانتا ہے کہ میرے دادا نے فلاں موقع پر لاکھوں روپے کی پرواہ نہ کر کے دیانت کو ہاتھ سے جانے نہ دے کر عزت و ناموری حاصل کی تھی،اس سے خیانت کا ارتکاب دشوار ہے۔اسی طرح وہ شخص جو اپنے باپ دادا کے حالات سے بے خبر ہے میدان جنگ سے جان بچا کر فرار کی عار گوارہ کر سکتا ہے لیکن جو واقف ہے کہ میرے باپ نے فلاں فلاں میدانوں میں اپنی جان کو معرض ہلاکت میں ڈال کر میدان جنگ سے منھ نہ موڑ کر عزت اور شہرت حاصل کی تھی،وہ کبھی نہ بھاگ سکے گا۔اور نہ اس کے دل میں بھاگنے کا خیال آئے گا،کیوں کہ اس کے باپ کے کارنامے اس کے پیش نظر ہوں گے۔

اسی طرح وفا،صدق مقال،پاکدامنی،حیا اور سخاوت وغیرہ اخلاق فاضلہ کو قیاس کر لیجئے۔بزرگوں کے حالات کی واقفیت ہی قوموں میں عمل کا جذبہ اور زندگی کی روح پھونک سکتی ہے۔

اللہ جل وعلا کا فضل و احسان ہے کہ اس نے مجھ کم علم ناقص الفکر کے دل میں بھی بزرگوں کی حیات و خدمات کو تحریری شکل دینے کا جذبہ پیدا فرمایا۔

میرے دل کی یہ تمنا تھی کہ حضور رئیس العلما اور رئیس الحفاظ کی حیات و خدمات پر روشنی ڈالوں،ایک رات سویا تو قسمت کا ستارہ چمک اٹھا اور حضور رئیس الحفاظ کی خواب میں زیارت ہوئی صبح جاگا تو اپنے والد محترم سے اس کا ذکر کیا اور

حضور رئیس الحفاظ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری کی غرض سے لعل گنج پورنیہ پہنچا۔

وہاں پر شہزادۂ رئیس الحفاظ مولانا محمد شاکر رضا رضوی سے ملاقات ہوئی دوران گفتگو موصوف نے مجھ سے مقالہ لکھنے کی فرمائش کی بعدہ میں نے مقالہ لکھنے کے لئے مواد اکٹھا کرنا شروع کیا دھیرے دھیرے مواد اتنا زیادہ فراہم ہوا کہ مقالہ کتاب کی شکل اختیار کر لیا۔

میں نے اس کتاب میں مستند واقعات اور روایات کا ذکر کیا ہے جو مجھے سینے اور سفینے کے ذریعے حاصل ہوئے ہیں اور مجہول غیر مستند ذرائع سے حاصل ہونے والی روایات کو ترک کر دیا ہے۔

بتقاضۂ بشری کسی قسم کی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو برائے کرم مطلع فرما کر جزیل ثواب کے مستحق ہوں اور دعا کریں کہ اللہ تعالی میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور مقبول عوام و خواص بنائے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ لہ وصحبہ افضل الصلوۃ والتسلیم

گدائے بے نوا

محمد جسیم اکرم غفرلہ

رابطہ نمبر: **9523788434**

﴿تعارف پورنیہ﴾

پورنیہ کوئی نو آبادیاتی کالونی نہیں یہ ست جگ سے آباد ہے۔ جو انسانی آبادی کا سب سے پہلا دور ہے۔ پورنیہ کبھی حضرت پورنیہ تھا، سرکار پورنیہ تھا، جنت آباد اور جنت البلاد تھا۔ اس کا ماضی نہایت روشن تھا، خود کفیل اور خوش حال تھا، حال بھی تابناک ہے اور مستقبل تو حد درجہ درخشاں معلوم ہوتا ہے۔ جغرافیائی رقبہ کے اعتبار سے پچھم میں کوسی کے کنارے بھاگل پور اور مرشد آباد ہے پورب میں ناگرندی ہے جو ہند اور حالیہ ملک بنگلہ دیش کو تقسیم کرتی ہے اور اتر میں نیپال کا ضلع مورنگ ہے۔ ۱۸۱۳ء سے پہلے مالدہ کا اکثر حصہ پورنیہ ہی میں پڑتا تھا۔ ۱۹۵۶ء سے پہلے دیناج پور پورنیہ ہی کے حصہ میں تھا۔ ۱۹۷۶ء سے قبل کٹیہار پورنیہ ہی کا اٹوٹ حصہ تھا۔ ۱۹۹۲ء سے قبل ارریا اسی پورنیہ کا عضو تھا اور کشن گنج اسی پورنیہ کا جزو تھا۔

گرچہ پورنیہ دوسرے اضلاع کے مقابلہ میں غیر صحت مند اور مرطوب ضرور ہے مگر جہاں تک مناظر قدرت کا تعلق ہے، یہ بہار کا خطہ پر بہار دھان اور بٹوے کے لہلہاتے کھیت، آم اور کٹہل کے ہرے بھرے باغات، لیچی اور چکوترے سرسبز درخت، چھالیہ اور ناریل کے شاداب پیڑ، کامنی اور عروس شب کی مہکتی پھلواریاں ہر شخص کا دامن دل اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ یہاں کی سڑکوں کو تو موسمی سڑکیں ہی کہا جاسکتا ہے۔ مگر ان پر خوبصورت اور حسین بیل گاڑیوں کی آمد و رفت قدیم زمانے کی رتھوں کی یاد دلاتی ہیں۔

یہاں کی پہاڑی ندیوں میں آہستہ خرامی کا لطف بھی ہے اور سیلاب و طغیانی کی وحشت ناکی بھی۔ یہاں کی فضا میں کوئل اور پپیہے کی دل سوز تانیں بھی ہیں اور کسانوں کے کیف پرور نغمے بھی، یہاں کی دیہاتی زندگی مسکراتی اور شہری آبادی ہنستی اور کھیلتی نظر آتی ہے۔

پورنیہ ایک تاریخی سرزمین ہے، آثار قدیمہ اور قدیم عمارتوں کی کھنڈرات دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ تاریخی لحاظ سے بہار نہیں بلکہ پورے ہندوستان میں بہت کم اضلاع اس کی ہمسری کر سکتے ہیں۔ یہاں کا ہر گوشہ ایک تاریخی عظمت رکھتا ہے اور ہر چپہ چپہ میں نہ معلوم کتنے آثار اور نشانات موجود ہیں۔ جن سے ایک تاریخ کا طالب علم بہت کچھ اپنی معلومات میں اضافہ کرسکتا ہے۔ حقیقت میں یہ ایک تاریخی سرزمین ہے، قدیم زمانے میں یہ سیکڑوں قوموں اور ذاتوں کا مسکن رہ چکی ہے۔ کسی زمانے میں یہ بہت سے راجاؤں اور بادشاہوں کی راجدھانی تھی۔

قدیم زمانے میں یہاں جو قومیں آباد تھیں ان میں راج ہنسی، کیرات، جین، بھیل اور بول بڑی اہمیت رکھتی تھیں۔ طوفان نوح کے بعد اس جگہ آرین قوم کے دو گروہ، پنڈاری اور انگا نے ہمالیہ کی گھاٹیوں سے آ کر بود و باش اختیار کر لی تھی، حضرت عیسی علیہ السلام کے ظہور کے چھ سات سو برس پہلے اس دیش میں ان قوموں کا راج تھا۔ ڈھائی ہزار برس پہلے کی عمارتوں میں سے جن کے آثار موجود رہ گئے ہیں ان میں سے وہرہرا کے کھنڈرات اسورہ گڑھ، بڑی جان گڑھ، بینو گڑھ، تھاکنھا کا گڑھ، مہی پال گڑھ، راجہ بیڑا اٹھ کے قلعہ جات اور رانی کرنتی کے قلعے وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

ہم پرانے اور بوسیدہ ہو جاتے ہیں حالاں کہ روشن اور جگمگاتے ستارے پرانے نہیں ہوتے۔ ہمارے مرنے کے بعد محلات اور قلعے بھی باقی رہ جاتے ہیں۔ عہد قدیم میں اس پورنیہ کو چھ دیس کیرات دیس، انگا دیس بھی کہا جاتا تھا۔ یہ ضلع اس لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ ”ست جگ“ میں جو نرسنگھ اوتار کا واقعہ ہندوؤں کے یہاں عام طور سے مشہور ہے اس کا ظہور یہیں ہوا تھا۔ اس مقام کا نام ”منارتا نک تھام“ کہلاتا تھا۔ اس طرح مہا بھارت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے

کہ پانچوں بھائی پانڈوؤں کو مع بانی رانی دوری پدی کے ان کی جلاوطنی اور بن باسی کے زمانے میں اسی کیرات دیس کی رانی کرنتی نے اپنے قلعہ میں پناہ دی تھی اور وہ قلعہ اب ٹھا کر گنج میں موجود ہے۔ظہور مسیح علیہ السلام سے قبل مگدھ کا راجہ بھیم بسارا جس کے دور میں گوتم بدھ کی پیدائش ہوئی تھی اس دیش پر حکمرانی کرتا رہا۔

اس کے بعد چندر گپت کے خاندان میں سے سمندر گپت کا اس پر راج رہا، اس دیس پر تقریبا چھ سو سینتالیس برس تک بدھ مذہب کے راجہ قابض رہے۔ پھر کچھ دن تک تاریخ پردۂ گمنامی میں ہے مگر ۹۰۰ء سے ۱۲۰۰ءتک یہ ضلع اور پالا اور مینا قوم کے زیر نگیں رہا پھر ۱۲۰۰ء کے بعد مسلمان سلاطین کے تصرف میں آیا اور ان کا عہد برطانوی حکومت کے قیام تک رہا یعنی ۱۷۱۲ءتک اس ضلع میں اسلام کا ظہور ملک محمد بختیار خلجی کے زمانے میں ہوا۔سلطان قطب الدین ایبک کے دور سے شاہ داؤد افغان تک خود سر سلاطین گزرے ہیں ان کا پایۂ تخت ''خوص پورٹانڈا'' رہا ہے۔خوص پورٹانڈا اگرچہ اس وقت ضلع مالدہ میں پڑتا ہے، لیکن اس وقت پورنیہ ہی کے مضافات میں سے تھا۔ اور اس کی تاریخ میں وہی اہمیت ہے جو لکھنوی یعنی گور اور پنڈوہ شریف کی رہ چکی ہے۔سلطان قطب الدین ایبک کے زمانے سے لے کر سلطان غیاث الدین تغلق ۷۴۷ھ تک سترہ آدمیوں نے ایک سو چھپن برس تک شاہان دہلی کی ماتحتی میں رہ کر اس علاقہ پر فرمانبرداری کی۔ملک فخر الدین خلا صدر ۱۷۷ء سے شاہ داؤد افغان تک کل بتیس آدمی نے دو سو بیس برس تک اس دیش پر حکمرانی کی اس کے بعد یہ علاقہ مغل سلاطین کے قبضہ میں آیا۔

ان تاریخی وجوہ کے بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ پورنیہ ضلع ایک تاریخی خطہ ہے اور اپنے دامن میں بہت زیادہ عجائب وغرائب رکھتا ہے۔ناممکن ہے کہ کوئی ذی علم یہاں آئے اور وہ تہی دامن ہو کر چلا جائے ﴿کاملان پورنیہ﴾۔

﴿حضور رئیس العلما﴾

اللہ تبارک وتعالی نے نوع بنی آدم کی رشد وہدایت کی خاطر کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام ورسولان عظام کو اس خاکدان گیتی پر منصۂ شہود میں لایا اور سب سے اخیر میں اپنے محبوب حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا جن کی آمد پر بہار نے پوری دنیا کو کفر وشرک ،ضلالت وگمرہی ،ظلم وبربریت قتل وغارت گیری ،بغض وعناد ،حسد وکینہ ،جور وجفا ،دغابازی وبدعہدی ،دشنام تراشی اور بد اخلاقی کے گھنگھور گھٹا بادلوں سے نکال کر نور ایمان کی لازوال نعمت سے ہمکنار کی اور انسان کو انسانیت ،مروت ،اخوت ،بھائی چارگی ،تواضع وانکساری ،غمخواری اور صلہ رحمی کا سبق سکھایا۔اصنام پرستی سے دور کر کے اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت وریاضت سے انسان کے قلوب واذہان کے تمام تر توجہات کی رسیوں کو جوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پرملال کے بعد دعوت تبلیغ دین کی نشر واشاعت کی ذمہ داری کو اس حسن وخوبی کے ساتھ انجام دینا کہ دنیا اس کی مثال لانے سے قاصر ہے

ان کے بعد یہ بیڑا ائمہ مجتہدین ،تابعین اور تبع تابعین نے اٹھایا اور بڑی محنت وجانفشانی کے ساتھ انجام دیا۔لوگوں تک دین کی باتیں پہنچائی اور حق وباطل کے مابین امتیاز کی سوجھ بوجھ عطا فرمائی۔

ان کے بعد یہ بیڑا علماء کرام ومفتیان عظام نے اٹھایا اور حسن اسلوب کے ساتھ دینی ،ملی ،اخلاقی ،روحانی ،سماجی ،عائلی اور معاشرتی خدمات انجام دینے میں شب وروز سر گرم رہے۔

صوبہ بہار کے ضلع پورنیہ میں انھیں معزز علماء کرام میں سے ایک نام عمدۃ المحققین ،سلطان الواعظین ،زبدۃ العارفین ،عالم ربانی ،شیخ المشائخ ،گل گلزار

قادریت، پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، قطب پورنیہ، رئیس العلما **حضرت علامہ محمد مسلم علیہ الرحمہ** کا بھی سر فہرست آتا ہے، جن کی حیات و خدمات کی کچھ تفصیلات جو تلاش و جستجو کے بعد معلوم ہوئیں قارئین کرام کی نذر کرتا ہوں۔

ولادت باسعادت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۹۱۶ء میں صوفی باصفا منشی حضرت خورشید کے دولت خانے میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی متقی پرہیزگار ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے وقت کے رئیس اعظم بھی تھے، علاقے میں کوئی ان کا ہمسر نہیں تھا، انھوں نے ہی ۱۹۲۱ء میں دارالعلوم عثمانیہ کی بنیاد رکھی تھی جہاں سے آج بھی تشنگان علوم وفنون سیراب ہو رہے ہیں۔

نقش سراپا

تلمیذ ملک العلما حضرت قمر الدین و تلمیذ رئیس العلماء ڈاکٹر نذیر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شکل و شباہت میں اشرف الاولیا حضور مجتبیٰ اشرف علیہ الرحمہ کی طرح تھے۔ اونچا قد، رنگ گورا مائل بسرخی، کشادہ پیشانی، نورانی چہرہ۔

حضرت قاری مولانا محمد شمعون صاحب صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نورانی چہرہ کو دیکھتے ہی لوگ آپ کی طرف مائل ہو جاتے، چہرے سے ایسا نور ٹپکتا جسے دیکھ کر خدا یاد آجاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو سے لوگ متاثر کیوں نہ ہوتے وہ تو پہلے ہی آپ کے چہرے کو دیکھ کر دل دے بیٹھتے تھے۔

دیکھا جو حسن یار طبیعت مچل گئی
آنکھوں کا تھا قصور چھری دل پہ چل گئی

خاندانی پس منظر

صوفی باصفا حضرت خورشید ابن محمد سلیم اللہ کے چھ صاحبزادے تولد ہوئے

﴿۱﴾ حضور رئیس العلما علامہ محمد مسلم رحمۃ اللہ علیہ۔
﴿۲﴾ جناب ماسٹر سراج صاحب۔
﴿۳﴾ حضرت حافظ وقاری ریاض الدین صاحب۔
﴿۴﴾ حضرت مولانا محمد ذکر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔
﴿۵﴾ حضرت علامہ محمد قمر الدین صاحب اطال اللہ عمرہ۔
﴿۶﴾ حضور دلکش ملت حضرت علامہ غلام محی الدین دلکش پورنوی رحمۃ اللہ علیہ۔

حضور رئیس العلما سب سے بڑے صاحبزادے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دو شادیاں کیں پہلی شادی حافظہ ام کلثوم علیہا الرحمہ سے کی جن سے **تین صاحبزادے تولد** ہوئے۔

﴿۱﴾ حضور رئیس الحفاظ حضرت محمد شعیب عالم رضوی رحمۃ اللہ علیہ۔
﴿۲﴾ حضرت حافظ وقاری حکیم محمد شیث عالم رضوی اطال اللہ عمرہ۔
﴿۳﴾ حضرت قاری ومولانا محمد شمعون رضا حفظہ اللہ۔

اور چھ صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔

﴿۱﴾ بی بی ریحانہ خاتون زوجہ ڈاکٹر محمد نذیر احمد (مدھورا)۔
﴿۲﴾ بی بی نسیمہ خاتون زوجہ محمد ابو طلحہ (لعل گنج)۔
﴿۳﴾ بی بی سنجری خاتون زوجہ محمد نسیم اختر (رحمت نگر، پورنیہ)۔
﴿۴﴾ بی بی سنجیدہ خاتون زوجہ محمد مختار عالم (رحمت نگر، پورنیہ)۔
﴿۵﴾ بی بی عابدہ خاتون زوجہ محمد معراج عالم (مدھورا، کٹیہار)
﴿۶﴾ بی بی زاہدہ خاتون زوجہ محمد نیر عالم (بگرم پٹی، پورنیہ)

دوسری شادی خیر النسا بنت الحاج مراد بخش مرحوم سے کی جن سے **تین صاحبزادے تولد** ہوئے۔

﴿۱﴾ حضرت مولانا محمد شاہد رضا اطال اللہ عمرہ۔

﴿۲﴾ جناب محمد محبوب عالم رضوی

﴿۳﴾ حضرت حافظ وقاری محمد شق القمر اطال اللہ عمرہ۔

اور دو صاجزادیاں تولد ہوئیں۔

﴿۱﴾ بی بی ساجدہ خاتون۔

﴿۲﴾ بی بی فہمیدہ خاتون۔

اکتساب علم

حضور رئیس العلما نے ابتدائی تعلیم دار العلوم عثمانیہ لعل گنج میں حضرت مولانا محمد عثمان علیہ الرحمہ سے حاصل کی اور درس نظامی کی اکثر وبیشتر کتابوں کی تعلیم حضرت العلام حضرت مولانا محمد ریاست حسین علیہ الرحمہ سے حاصل کی اس کے بعد آپ علیہ الرحمہ مرکز عقیدت مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف یوپی تشریف لے گئے اور حضور حجۃ الاسلام مفتی محمد حامد رضا خان علیہ الرحمہ اور مفتی افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ اور دگر موجودہ اساتذہ کرام سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور سند فراغت سے نوازے گئے۔

رشتۂ مناکحت

حضور رئیس العلما کی پہلی شادی حافظہ ام کلثوم علیہا الرحمہ سے ہوئی جو بہت ہی زیادہ پاکدامن، باحیا اور باپردہ تھیں ہمیشہ تسبیح وتہلیل میں لگی رہتی، نمازوں کو ان کے وقتوں پر ادا کرتی نوافل کثرت سے پڑھتی جب بولتی اچھی بات بولتی ورنہ خاموش رہنا پسند کرتی امور خانہ داری کو بحسن وخوبی انجام دیتی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں زندگی گزارتی بسا اوقات نماز پڑھنے کے لیے مصلی پر کھڑی ہوتی تو تین تین گھنٹے مصلی پر ہی تسبیح وتہلیل پڑھتی رہتی کثرت سے قرآن شریف کی تلاوت کرتی۔

حضرت الحاج حافظ وقاری مولانا محمد شافع رضا رضوی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں آج تک اپنی دادی کی طرح متقیہ کسی عورت کو نہیں دیکھا گرمی ہو یا سردی ۹۰ سال کی عمر میں بھی خود سے وضو بناتی اور نماز ادا کرتی۔

دوسری شادی خیر النسا بنت الحاج مراد بخش سے ہوئی موصوفہ بہت ہی نیک سیرت پرہیزگار، خوش خصال، شاکرہ اور صابرہ تھیں، پریشانیوں میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سہارا دیتیں، امور خانہ داری میں مہارت رکھتیں، خدمت علمائے دین وطالبان علوم نبویہ زندگی بھر کرتی رہیں، حتیٰ کہ دار العلوم عثمانیہ کے طلبا ومدرسین کے لئے اپنے ہاتھ سے روٹی بنا کر دیتیں اور اس کو اپنے لیے باعث شرف سمجھتیں، صوم وصلوٰۃ کی پابندی، غریبوں یتیموں پر شفقت کرتیں اور خلاف شرع امور سے اجتناب کرتیں۔

بیعت وخلافت

زبدۃ الاتقیا صوفی باصفا آل رسول جگر گوشہ بتول سیدنا سندنا الشاہ حضور سید نذیر احمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر آپ علیہ الرحمہ مرید ہوئے اور انھوں نے ہی آپ علیہ الرحمہ کو خلافت واجازت سے بھی سرفراز فرمایا۔

مختصر تعارف حضور سید نذیر احمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

حضور سید نذیر احمد بغدادی بغداد شریف سے کٹیہار سنولی گاؤں میں تشریف لائے آپ نے وہیں پر قیام فرمایا اور خانقاہ قائم کرکے دین کی تبلیغ کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لعل گنج دار العلوم عثمانیہ بھی تشریف لاتے تھے اور باضابطہ قیام کرتے تھے حضور رئیس العلما سے آپ کو حد درجہ محبت تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دار العلوم عثمانیہ میں حلقۂ ذکر کا افتتاح فرمایا جس میں گاؤں کے لوگ بھی شرکت کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی متقی پرہیزگار اور خوش مزاج تھے آپ کی ولایت کے قائل خاص وعام سب تھے۔ ڈاکٹر نذیر احمد (مدھورا) نے مجھ سے بیان کیا کہ

ان سے حضور رئیس العلما اکثر بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضور سید نذیر احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مریدین و معتقدین سب بیٹھے ہوئے تھے اور چائے بنانے کی تیاری چل رہی تھی کہ اذان ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چلو سب کام چھوڑ دو نماز پڑھنے چلو کسی نے کہا! حضور چائے؟

آپ نے فرمایا ویسے ہی چھوڑ دو چلو پہلے نماز ادا کرو سب نماز ادا کرنے کے لئے چلے گئے جب نماز ادا کر کے واپس آئے تو دیکھتے ہیں چائے بنی ہوئی ہے حالانکہ سب نماز ادا کرنے کے لئے گئے تھے اور یہاں کوئی موجود نہیں تھا۔

خلفا و مریدین

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین کی تعداد بہت زیادہ ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پانچ خانقاہیں تھیں:

﴿۱﴾ دارالعلوم عثمانیہ لعل گنج پورنیہ میں۔

﴿۲﴾ ہریاباڑا ارریہ میں۔ ﴿۳﴾ دگھی قصبہ پورنیہ میں۔

﴿۴﴾ سنولی کٹیہار میں۔ ﴿۵﴾ لہنا رام پور ارریہ میں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حافظ و قاری مولانا عبد الغفور رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت دی ان کے سوا اور کسی کو خلافت نہیں دی۔

استاد کی اہمیت و فضیلت

استاد ایک چراغ ہے جو تاریک راہوں میں روشنی کے وجود کو برقرار رکھتا ہے۔ استاد پھول ہے جو اپنی خوشبو سے معاشرے میں امن، مہر و محبت و روشنی کا پیغام پہنچاتا ہے، استاد ایک ایسا رہنما ہے جو آدمی کو زندگی کی گمراہیوں سے نکال کر منزل کی طرف گامزن کرتا ہے۔

اسلام نے دنیا کو علم کی روشنی عطا کی، استاد کو عظمت اور طالب علم کو اعلی و

ارفع مقام عطا کیا ہے، نبی کریم ﷺ نے اپنے مقام و مرتبہ کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے ”مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ ﴿شرح السنۃ، کتاب العلم، باب فضل العلم﴾۔

اسلام نے استاد کو روحانی والد قرار دے کر ایک قابل قدر ہستی، معظم و مکرم شخصیت مربی و مزکی کی حیثیت عطا کی۔ معلم کے کردار کی عظمت و اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ عالم رنگ و بو میں معلم اول خود رب کائنات ہے، چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے ”اور آدم کو اللہ کریم نے سب چیزوں کے اسما کا علم عطا کیا“ ﴿البقرۃ ۳۱﴾۔

چنانچہ ”**تعلیم المتعلم طریق التعلم**“ میں عمدۃ العلما فقیہ حنفی حضرت علامہ شاہ برہان الاسلام زرنوجی قدس سرہ تلمیذ صاحب ھدایہ اساتذہ کی تعظیم کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

جان لو کہ طالب علم جب علم، علما اور اساتذہ کی تعظیم و توقیر نہ کرے گا اس وقت تک وہ نہ تو نور علم پاسکتا ہے اور نہ ہی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ بیان کیا گیا ہے ”**ما وصل من وصل الا بالحرمۃ وما سقط من سقط الا بترک الحرمۃ**“۔ **ترجمہ:** جسے بھی منزل ملی تو تعظیم و توقیر کی وجہ سے اور جو بھی ناکام ہوا تو صرف بے حرمتی کی وجہ سے ہوا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے ”**الحرمۃ خیر من الطاعۃ**“۔

ترجمہ: احترام اطاعت سے بہتر ہے۔

کیا تم دیکھتے نہیں کہ انسان کی تکفیر معصیت کی وجہ سے نہیں کی جاتی بلکہ اس کے ہلکا سمجھنے اور اس کی حرمت کو نہ ماننے کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ علم کی تعظیم کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ استاد کی تعظیم کی جائے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم نے فرمایا ”**انا عبد من علمنی حرفا واحدا ان شاء باع ان شاء اعتق ان شاء استرق**“۔

ترجمہ: جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھایا میں اس کا غلام ہوں وہ چاہے مجھے بیچ دے، چاہے آزاد کردے اور چاہے میرا مالک بن جائے۔

اسی کے متعلق کچھ اشعار سنے ہیں۔

﴿۱﴾ رایت الحق حق المعلم
و اوجبه حفظ علی کل مسلم
﴿۲﴾ قد حق ان یهدی الیه کرمة
لتعلیم حرف واحد الف درهم

﴿۱﴾ میری نظر میں جملہ حقوق میں سب سے بڑا حق استاد کا ہے اور اس کی نگہداشت ہر مسلمان پر لازم۔

﴿۲﴾ حق تو یہ ہے کہ ایک حرف کی تعلیم دینے کے عوض ایک ہزار درھم ان کی بارگاہ میں تعظیماً پیش کیے جائیں۔

اس لیے کہ بے شک تمہیں جس نے دین کی ایک بات بھی سکھائی تو دینی اعتبار سے وہ تمہارے باپ ہیں ہمارے استاد شیخ امام سدید الدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔

''ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ جو یہ خواہش رکھے کہ اس کا بیٹا عالم دین بنے تو اسے چاہئے کہ غریب فقہا کا خیال رکھے، ان کی تعظیم وتوقیر کرے، انہیں کھانا کھلائے اور انہیں ہدیے پیش کرتا رہے (ان شاء اللہ اس کا بیٹا عالم دین ہوگا) اگر بیٹا عالم دین نہ بن سکا تو اس کا پوتا یا نواسہ ضرور عالم ہوگا (ان شاء اللہ)''۔

استاد کی تعظیم کا تقاضا یہ ہے کہ

﴿۱﴾ استاذ کے آگے آگے نہ چلیں ﴿۲﴾ ان کی نشست گاہ پر نہ بیٹھیں ﴿۳﴾ ان سے بات کرنے میں بلا اجازت پہل نہ کریں۔ (بلکہ انتظار

کریں اور ادب سے کھڑے رہیں)۔ ﴿۴﴾ ان سے بلا ضرورت زیادہ باتیں نہ کریں۔ ﴿۵﴾ ان کی پریشاں خاطری کے وقت ان سے سوال نہ کریں۔ ﴿۶﴾ ان کے وقت کا لحاظ رکھیں۔ ﴿۷﴾ ان کے دروازہ پر دستک نہ دیں بلکہ انتظار کریں یہاں تک کہ وہ خود تشریف لے آئیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ان کی رضامندی چاہیں اور ان کی ناراضگی سے بچیں۔

معصیت الٰہی کے علاوہ ہر کام میں ان کی پیروی کریں کیونکہ خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں، جیسا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ان شر الناس من یذهب دینه لدنیا غیره بمعصیة الخالق''۔

ترجمہ: لوگوں میں برا شخص وہ ہے جو خالق کی نافرمانی کا ارتکاب کر کے اپنے دین کو غیر کی دنیا کی وجہ سے کھو بیٹھے۔

استاد کی تعظیم کا تقاضا یہ ہے کہ استاد کی آل و اولاد عزیز و اقارب کی تعظیم کرے۔ ہمارے استاد شیخ الاسلام برہان الدین صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ ایک حکایت بیان فرماتے ہیں: کہ بخارا کے ائمہ کبار میں سے ایک جید عالم کبھی مجلس درس میں تشریف رکھتے اور کبھی دوران درس کھڑے ہوجاتے تھے۔ شاگردوں نے عرض کی: حضور! کیا سبب ہے کہ آپ بار بار کھڑے ہوجاتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا میرے استاد محترم کا بیٹا گلی میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ کبھی وہ مسجد کے دروازے کے پاس آجاتا ہے۔ جب میں اسے دیکھتا ہوں تو میں اپنے استاد کی نسبت کے احترام میں اس کے لئے کھڑا ہوجاتا ہوں۔

امام فخر الدین ارسابندی مقام ''مرو'' کے علما کے سردار تھے بادشاہ آپ کی بے حد تعظیم کرتا تھا۔ وہ فرماتے تھے مجھے یہ عظیم منصب اپنے استاد کی خدمت کی وجہ سے ملا ہے، کیونکہ میں اپنے استاد امام قاضی ابو یزید دبوسی کی تیس سال تک

خدمت کی اور ان کے لیے کھانا پکاتا رہا لیکن خود اس میں سے کچھ نہیں کھاتا۔

میرے شیخ امام اجل شمس الائمہ حلوائی بخارا سے ایک سفر کے ارادے سے نکلے مگر اچانک انھیں ایک حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے انہوں نے چند دنوں تک ایک بستی میں قیام فرمایا، شیخ کے شاگردوں کو معلوم ہوا تو ملاقات کے لیے تمام شاگرد حاضر ہوئے، مگر شیخ شمس الائمہ قاضی بکر بن محمد زرنجی سے ملاقات کو حاضر نہ ہوئے۔ بعد میں جب شیخ حلوائی کی ملاقات شیخ زرنجی سے ہوئی تو انہوں نے پوچھا اس دن تم میری ملاقات کو نہیں آئے؟ عرض کی حضور میں اپنی والدہ کی خدمت میں مشغول تھا جس کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا۔ تو شیخ حلوائی نے فرمایا ''تمہیں طویل عمر تو ملے گی لیکن درس کی رونق نہ پا سکو گے'' اور ایسا ہی ہوا کہ شیخ زرنجی زیادہ تر اپنا وقت بستی میں رہ کر گزارا اور حلقۂ درس قائم نہ کر سکے۔

تو اگر کسی سے استاد کو اذیت پہونچتی ہے تو وہ علم کی برکت سے محروم رہتا ہے اور اسے اس کے علم سے بہت کم فائدہ پہنچتا ہے۔ ﴿مترجم: رہنمائے متعلمین﴾۔

استاد کو مقام ملا کس قدر فزوں
ہیں ان کے آگے جامی، غزالی بھی سرنگوں
بے تاج بادشاہ ہیں میرے سب اساتذہ
میں ان کے در کا دوستوں ادنیٰ غلام ہوں

﴿جسیم اکرم﴾

حضور رئیس العلما بحیثیت استاد

حضور رئیس العلما محمد مسلم رحمۃ اللہ علیہ متقی پرہیزگار صوفی، عامل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کثیر التلامذہ شخصیت بہترین با صلاحیت استاد مدرس و ناظم دار العلوم عثمانیہ بھی تھے۔ رہنمائے متعلم

آپ رحمۃ اللہ علیہ درس نظامی کی تمام کتابیں خود پڑھایا کرتے تھے اس طرح سے ہزاروں تشنگان علوم وفنون کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے میکدے سے سیراب کیا۔

چنانچہ مفکر مسلک اعلی حضرت، امیر القلم، حضرت علامہ ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی دام ظلہ العالی ''کاملان پورنیہ'' میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت علامہ محمد مسلم رضوی غالباً وہ اول عالم دین تھے جو دار العلوم بریلی سے پڑھ کر آئے تھے پورنیہ کا مشہور محلہ لعل گنج ملکی میں ان کا گھر تھا مدرسہ ''عثمانیہ'' انھیں کا قائم کردہ ہے، جو پورنیہ قدیم کا مشہور مدرسہ ہے۔ اس مدرسہ نے پورنیہ کے پچھمی حلقے میں دینی تعلیم کا چرچا عام کیا۔ علامہ محمد مسلم رضوی چن چن کر ذہین بچوں کو لاتے تھے، جو ناتراشیدہ ہوتے تھے، پڑھا لکھا کر اور تراش خراش کر جوہر قابل بناتے تھے۔ پھر تکمیل کے لیے دار العلوم بریلی یا دار العلوم نعیمیہ بھیج دیتے تھے۔ اس اعتبار سے علامہ محمد مسلم رضوی رحمۃ اللہ علیہ آج دادا استاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بکثرت علما و تلامذہ کا سلسلہ تلمذ انہی پر جا کر منتہی ہوتا ہے۔ حیرت ہے! ایسے محسنوں، مربیوں کی قدر اہل پورنیہ نے کیوں نہیں کی۔ عوام تو جانے دیجیے! آج خواص کی زبان میں بھی ان کا ذکر تک موجود نہیں، کیسی سرفروشانہ زندگی تھی کچھ معلوم نہیں۔ آہ یہ دنیا کتنی بے رحم ہے! احسان کا بدلہ مکمل خموشی و فراموشی سے دیتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کی تعداد تاروں کی مثل ہے (بلکہ اس علاقہ میں جتنے بھی علماء کرام ہیں خواہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ سب آپ ہی کے شاگرد ہیں) ہم یہاں پر صرف ان کے اسماء کا ذکر کر دیتے ہیں جو ان تاروں میں کہکشاں بن کر چمکے۔

مشاہیر تلامذۂ رئیس العلما

﴿۱﴾ مجاہد جلیل حضرت علامہ مفتی عبد الجلیل رضوی رحمۃ اللہ علیہ سبوتری پورنوی۔

﴿۲﴾ مفتی اعظم کٹیہار حضرت علامہ مفتی محمد غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ۔

﴿۳﴾ حضرت علامہ مفتی محمد حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ (بھمبر یلی کٹیہار)۔

﴿۴﴾ حضرت مولانا محمد اشتیاق عالم صاحب رضوی (مکرجان)۔

﴿۵﴾ حضرت مولانا محمد نورالدین صاحب رضوی (بنت پوری)۔

﴿۶﴾ عمدۃ الواعظین دلکش ملت حضرت علامہ غلام محی الدین دلکش پورنوی رحمۃ اللہ علیہ۔

﴿۷﴾ حضور رئیس الحفاظ حضرت حافظ وقاری مولانا محمد شعیب عالم رضوی۔

﴿۸﴾ حضرت مولانا محمد مجیب الرحمن صاحب (ہریاباڑا، ارریہ)۔

﴿۹﴾ حضرت مولانا محمد ابرار قادری (سالماری)۔

حسن اخلاق

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عاجزی وانکساری حسن اخلاق کے مندرجہ ذیل واقعہ روشن دلیل ہے۔

حضرت مولانا قاری محمد شمعون قادری نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود کو کبھی دوسروں سے اونچے مقام پر نہیں رکھتے بلکہ سلام میں پہل کرتے طلبہ سے خندہ پیشانی سے ملتے ان کی خیریت دریافت کرتے اور مدرسین کے ساتھ ایک ہی چٹائی میں بیٹھ کر کھانا تناول کرتے آپ کے لیے الگ سے کھانا نہیں پکتا تھا علمائے کرام سے بے پناہ محبت سے پیش آتے اونچی آواز سے گفتگو نہ کرتے چھوٹوں پر شفقت کا ہاتھ پھیرتے غریبوں مجبوروں کی حاجت روائی کرتے آپ کے متعلقین ہی آپ کو ایذا پہنچاتے لیکن آپ ان سے کچھ نہیں کہتے جب ظلم بڑھنے لگتا تو آپ فرماتے اللہ جل وعلا بہتر انصاف کرنے والا ہے۔

ارشاد وہدایت

اسلام میں ارشاد وہدایت ایک اہم کام اور بہت بڑی ذمہ داری ہے

فرمان باری تعالیٰ ہے: ''کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ تَأمُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنھَونَ عَنِ المُنکَرِ''۔

ترجمہ: اے امت محمدیہ! تم بہترین امت ہو تم کو لوگوں کے فائدے کے لیے بھیجا گیا ہے، تمہاری ذمہ داریاں ہیں ﴿۱﴾ امر بالمعروف ﴿۲﴾ نہی عن المنکر۔ ظاہر ہے اتنی بڑی ذمہ داریوں کا نبھانا ہر ایک کے بس کی بات نہیں اس لیے حکم ہوا ''وَلتَکُن مِّنکُم اُمَّۃٌ یَدعُونَ اِلَی الخَیرِ وَ یَأمُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَیَنھَونَ عَنِ المُنکَرِ وَاُولٰئِکَ ھُمُ المُفلِحُونَ'' (آل عمران، ۱۰۴)

ترجمہ: تم میں ایک جماعت ہونی چاہئے جو خیر کی دعوت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی رہے اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔

حدیث پاک میں ہے: ''عن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان'' ﴿مشکوۃ شریف ۴۳۶﴾۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو کسی برائی کو دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے بدل ڈالے اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے، اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

امر بالمعروف کی ترغیب دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ''من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ لا ینقص ذلک من اجورھم شیئاً''

ترجمہ: جس نے امر بالمعروف کیا اس کو اپنے اجر کے علاوہ ان لوگوں کا بھی اجر ملے گا۔ جو اس پر عمل کریں گے کسی کے اجر میں کچھ کمی نہیں کی

جائے گی۔ ﴿مسلم شریف،علم کا بیان،۶۸۰۴﴾۔

ارشاد وہدایت اور دعوت وتبلیغ اشاعت دین نبی ﷺ امر بالمعروف ونہی عن المنکر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا اہم گوشہ ہے دور دراز علاقوں کا پیدل اور بیل گاڑی سے سفر کرتے اور لوگوں کی اصلاح کا فریضہ انجام دیتے۔اس وقت لوگوں کو یہ بھی نہیں پتہ تھا مسجد کسے کہتے ہیں،اپنے پاس شاہ جہاں بنا کر رکھتے تھے اور اس کی پوجا کیا کرتے تھے باضابطہ ایک گھر بنا ہوا تھا جس میں چھوٹی چھوٹی مورتیاں ہوتیں جن کو لوگ شاہ جہاں کہا کرتے تھے،لیکن یہ سب خود کو مسلم کہلواتے تھے وہ سمجھتے تھے یہ مسلمانوں کا طریقہ ہے مسلمان دھوتی پہنا کرتے تھے یہ حال تھا کٹیہار کے بعض گاؤں کا جس کو مجھ سے ڈاکٹر نزیر احمد نے بیان کیا۔کسی جگہ کا حال یہ تھا کہ لوگ چھری پھونکوا کر رکھا کرتے تھے اور اس چھری سے ہر سال قربانی کیا کرتے تھے وہ سمجھتے تھے ایک بار دم کروا لیا کافی ہے،اس سے ہر سال قربانی ہو جائے گی۔

ایسی جہالت کی وادی میں حضور رئیس العلما نے گلستان اسلام کے پودے لگائے پھر انہیں سیراب کیا اور آج بحمدہ تعالیٰ کہیں سے گلاب کی خوشبو آ رہی ہے تو کہیں سے جوہی کی کہیں سے سمن و یاسمن کی تو کہیں سے سنبل ونسترن کی خوشبو آ رہی ہے اور ہمارے مشام دماغ کو معطر کر رہی ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر نذیر احمد نے مجھ سے بیان کیا اور ان سے حاجی عبد الستار ﴿رفیق سفر رئیس العلما﴾ نے بیان کیا کہ میں ”کھڑوا، کٹیہار“ مولانا مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گیا جب وہاں پہنچا تو نماز کا وقت ہو چکا تھا میں نے لوگوں سے پوچھا یہاں مسجد ہے تو وہ سمجھ نہیں پائے پھر کچھ وقفہ بعد انھوں کہا مسجد تو نہیں ”خدائے خانہ ہے“،یعنی ”خانۂ خدا“ کو بھی یہ حضرات الٹا بولتے تھے ”خدائے خانہ“۔

پھر ہم وہاں پہنچے تو دیکھتے ہیں جھوپڑی کی شکل میں ایک مسجد بنی ہوئی ہے

جہاں پر دو تین لوگ ہی نماز پڑھ سکتے ہیں،پس میں نے نماز پڑھنے کے لیے اذان دینا شروع کیا پھر کیا تھا میری آواز سن کر محلے کے سارے لوگ جمع ہو گئے اور چہ می گوئیاں کرنے لگے ”یہ کیا کر رہے ہیں؟“ بعد اذان حضرت نے ان لوگوں کو سمجھایا۔

ایسے عالم میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مدھورا حاجی محمد حنیف صاحب والد ڈاکٹر نذیر احمد کے گھر کو اپنی قیام گاہ بنایا اور وہیں سے تبلیغ دین کے لیے گاؤں گاؤں تشریف لے جاتے لوگوں کو دین اسلام کے متعلق بتاتے جہاں مسجد نہیں ہوتی وہاں پر مسجد قائم کرتے یا مسجد ہوتی مگر ویران رہتی تو اسے آباد کرتے اس میں امام رکھتے اس طرح سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی حنیف صاحب کے گھر کو اپنا قیام گاہ بنا کر دین اسلام کی تبلیغ کی حاجی صاحب کا گھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بدولت تقریبا چون (۵۴) گاؤں کا مرکز بن گیا تھا تمام گاؤں کے منتخب حضرات سال میں ایک مرتبہ حاجی صاحب کے گھر کے دروازے پر جمع ہوتے اور ایک اہم نشست ہوتی جس میں دین اسلام کے فروغ اور لوگوں کی اصلاح کے لیے بہترین تدبیریں کی جاتیں۔

انداز تبلیغ

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ سعید الرحمن صاحب کے دروازے پر ایک بار محفل سجائی گئی حاجی عبد الستار اور حضور رئیس العلما نے دھوتی کی مذمت اور داڑھی کی فضیلت پر تقریر کی اس کے بعد دو شخص کو سامنے بلایا ایک کی داڑھی نہیں تھی اور دوسرے نے دھوتی پہن رکھا تھا دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو گئے جس نے داڑھی نہیں رکھی تھی اس نے دھوتی پہننے والے سے کہا: آپ دھوتی کیوں پہنتے ہیں؟ دھوتی تو اسلام میں پہننا ناجائز ہے اس نے کہا: اگر ایسا ہے تو میں توبہ کرتا ہوں اور آج سے میں دھوتی نہیں پہنوں گا۔

پھر دھوتی پہننے والے نے کہا! لیکن آپ داڑھی کیوں نہیں رکھے ہیں؟

یہ بھی تو اسلام میں ناجائز ہے ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے پھر اس نے کہا اچھا تو میں بھی توبہ کرتا ہوں اور آج سے داڑھی نہیں کٹاؤں گا۔

پھر اہل محفل نے کہا جب آپ دونوں نے توبہ کرلیا تو ہم بھی توبہ کرتے ہیں نہ کبھی آج کے بعد دھوتی پہنیں گے اور نہ ہی داڑھی کٹائیں گے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں! طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

﴿ڈاکٹر اقبال﴾۔

کتنا پرکیف دلکش منظر ہوگا جب محفل میں آئے ہوئے سارے سامعین نے حضور رئیس العلما کی تقریر سننے کے بعد توبہ کیا ہوگا اللہ عزوجل وعلا کی رحمت تو ان پر جھوم جھوم کر برستی ہوگی۔ لیکن آج ہمارا حال یہ ہے کہ پوری رات جلسہ سننے کے بعد بھی فجر کی نماز ادا کرنے سے غافل رہ جاتے ہیں کہیں ایسا تو نہیں؟

واعظ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی
برق طبعی نہ رہی شعلہ مقالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی
رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی

حضور رئیس العلما اور حضور اشرف الاولیا

حضور اشرف الاولیا سید مجتبیٰ اشرف رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی پورنیہ تشریف لاتے تو اپنے مریدین سے فرماتے ”بڑے مولانا صاحب (رئیس العلما) کے یہاں خبر کر دو! میں آرہا ہوں“ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور رئیس العلما کے یہاں تشریف لاتے اور قیام کرتے یہیں سے جلسوں میں شرکت کرتے اور دین اسلام کی تبلیغ کرتے۔ حضور رئیس العلما کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رفیقانہ مخلصانہ ”ولی را ولی می شناسد“ والا تعلق تھا

جس محفل میں دونوں ہستیاں تشریف فرما ہوتیں، اس کی رونق قابل دید ہوتی کیونکہ شکل وشباہت میں بھی دونوں ایک جیسے تھے نورانی چہرہ اونچا قد جو دیکھتا وہ دیکھتا ہی رہ جاتا اور اپنے دل کی زبان سے کہتا۔

وہ مجھ کو دیکھا کریں اور میں انہیں دیکھوں
یہی نظارہ نظر میں رہے تو اچھا ہے
بس ایک ان کی ہی تصویر اے جسیم اکرم
ہمارے قلب و جگر میں رہے تو اچھا ہے

ڈاکٹر نذیر احمد نے مجھ سے بیان کیا جب نماز پڑھانے کی باری آتی تو حضور اشرف الاولیا فرماتے ”حضرت نماز پڑھائیے“ اور مولانا مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی اقتدا میں حضور اشرف الاولیا نماز ادا فرماتے۔

کرامت کی تعریف

عارف باللہ ناصح الامہ حضرت سیدنا امام عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کرامت کی تعریف یوں فرماتے ہیں۔

کرامت سے مراد وہ خلاف عادت امر ہے جس کا ظہور تحدی (چیلینج) کے مقابلے میں نہ ہوا ہو اور وہ ایسے بندے کے ہاتھ پر ظاہر ہو جس کی نیک نامی مشہور وظاہر ہو، وہ اپنے رب کا متبع (پیروی کرنے والا) درست عقیدہ رکھنے والا نیک عمل کا پابند ہو۔ ﴿حدیقہ ندیہ، الباب الثانی، الفصل الاول فی تصحیح الاعتقاد﴾۔

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں:

نبی سے جو بات خلاف عادت قبل (اعلان) نبوت ظاہر ہو اس کو ارہاص اور (اعلان) نبوت کے بعد ظاہر ہو تو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ اور ولی سے جو ایسی بات صادر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں۔ اور عام مؤمنین سے جو ظاہر ہو اسے معونت کہتے

ہیں۔اور بے باک فجار یا کفار سے جو ان کے موافق ظاہر ہو اس کو **استدراج** کہتے ہیں اور ان کے خلاف ظاہر ہو تو **اہانت** کہتے ہیں۔ «بہار شریعت، حصہ اول»۔

بس کا پلٹ جانا

واقعہ: حضرت قاری شمعون صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضور رئیس العلما اپنے معتقدین اور حضرت مولانا رئیس صاحب (ارریہ) محمد یعقوب مرحوم (لعل گنج) کے ساتھ لہنا رام پور، ارریہ، چوک پر پورنیہ آنے کے لیے سواری کے انتظار میں کھڑے تھے اتنے میں ایک بس آئی جو خالی تھی مولانا رئیس صاحب نے کہا حضرت اس میں بیٹھ جاتے ہیں تو حضرت نے فرمایا نہیں اسے جانے دو حضرت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے سب خاموش ہو گئے اور دوسری سواری کا انتظار کرنے لگے، کچھ دیر بعد ایک بس آئی جو بھری ہوئی تھی اور اس میں سیٹ بھی خالی نہیں تھی، حضرت نے فرمایا اس میں چڑھ جاؤ سب بحسب حکم اس میں چڑھ گیے زیادہ بھیڑ ہونے کی وجہ سے دبی دبی زبان میں ان میں سے ایک شخص نے پوچھا! حضرت پہلی والی بس خالی تھی لیکن اس میں آپ نہیں بیٹھے اور یہ پوری بھری ہوئی ہے بیٹھنے کے لیے جگہ بھی نہیں ہے پھر بھی اس میں چڑھ گئے آخر کیا راز ہے؟

حضرت نے اسے دلاسا دیتے ہوئے فرمایا کوئی بات نہیں کچھ دیر میں پہنچ جائیں گے کونسا ہمیں بہت دور جانا ہے اتنے میں گاڑی اگلے چوک پر پہنچی تو سب دیکھ کر حیران ہو گئے جو بس خالی تھی لیکن حضرت اس میں نہیں بیٹھے وہ اگلے چوک پر آ کر پلٹ گئی تھی مولانا رئیس صاحب اور دگر حضرات نے لعل گنج آنے کے بعد اس کرامت کو بیان کیا۔

«اس واقعہ کو میں نے حضور رئیس الحفاظ حضرت شعیب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی سنا»۔

بیل گاڑی کا رک جانا

واقعہ: حضرت مولانا شاہنواز صاحب سے مولوی ریاست صاحب نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں حضرت علامہ مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بکری کول، کٹیہار پروگرام میں جا رہا تھا بیل گاڑی بھی میں خود ہی چلا رہا تھا جاتے جاتے راستے میں اچانک بیل گاڑی رک گئی میں نے لاکھ کوشش کی بیل گاڑی کو آگے بڑھانے کی لیکن بیل بیٹھ گیا اور اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا کہ بیل گاڑی آگے بڑھے، اسی اثنا میں حضرت نے مجھ سے فرمایا ریاست صاحب بیل کی رسی چھوڑ دیجئے بیل جدھر جاتا ہے اس کو جانے دیجئے، میں نے حضرت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بیل کو چھوڑ دیا اب وہ بیل جو لاکھ کوشش کرنے کے باوجود کھڑا نہیں ہو رہا تھا خود بخود کھڑا ہو گیا اور جس راستے سے ہم جا رہے تھے اس راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ پکڑ لیا بالآخر ہم لوگ دوسرے راستے سے بکری کول کٹیہار پہنچے وہاں پروگرام بڑے ہی تزک و احتشام کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچا، بعدہ سفر کی روداد لوگوں کو معلوم ہونے پر اس کی تحقیق کی کہ آخر بیل گاڑی اس راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے سے کیوں آئی؟

تو معلوم ہوا کہ اس راستے میں بد مذہبوں نے گڑھا کھود دیا تھا تاکہ حضرت ''بکری کول'' جانے کے لیے اس راستے سے گزریں تو گڑھے میں گر جائیں اور آگے جا نہ پائیں لیکن مشیت الٰہی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

نور حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

«اس واقعہ کو مجھ سے الحاج مولانا حافظ و قاری محمد شافع اور حضرت شاہنواز صاحبان نے بیان کیا»۔

آگ بجھ گئی اور ندی نے اپنا رخ موڑ لیا

واقعہ: حضور رئیس العلما ایک جید عالم دین مبلغ اسلام ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے وقت کے بہت بڑے عامل بھی تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چوکھٹ پر خلق خدا کی بھیڑ لگی ہوئی رہتی تھی پریشان حال اپنی پریشانیاں سنانے کے لیے آتے اور اپنی مرادیں پاتے۔

چنانچہ مجھ سے حضرت العلام حضرت مولانا مقبول نعیمی صاحب قبلہ مدظلہ العالی، بانی و مہتمم دارالعلوم فیضان شاہ بلاقی نے بیان کیا کہ میرے گاؤں کنہریا میں گھروں میں آگ لگ جاتی تھی جس سے ساکنان کنہریا کا بہت نقصان ہوتا تھا، اس سے گاؤں والے بہت پریشان تھے کہ آخر آگ کون لگاتا ہے؟ یہ کس کی شرارت ہے، جس سے سارے گاؤں والے پریشان ہیں بالآخر سب نظر رکھنے لگے کہ آگ کون لگاتا ہے، انھیں میں سے ایک میں بھی تھا جو بہت متفکر تھا اس حادثے کو لے کر ہر طرف نظر رکھتا تھا کہ دیکھوں کہ آگ کون لگاتا ہے؟

ایک دن ایسا ہوا کہ ایک بیوہ کے گھر کے پاس میں کھڑا تھا دیکھتا ہوں اچانک دن ہی میں اس کے گھر سے آگ بھڑک اٹھی اور گھر جلنے لگا، اس پر خاصی تحقیق و تفتیش کی کہ آگ کیسے لگتی ہے تو معلوم ہوا کہ آگ لگانے والا کوئی باہر کا یا گاؤں کا آدمی نہیں ہے بلکہ یہ شیطانی شر ہے تو گاؤں کے لوگوں نے مجھ سے التماس کی کہ آپ ہی کچھ کیجئے تاکہ ہم سب اس شیطانی شر سے محفوظ رہ سکیں ورنہ ایک دن پورا کا پورا گاؤں جل کر راکھ ہو جائے گا، پھر ہم لوگ خانہ بدوش ہو جائیں گے تو میری نظر پورنیہ کے اس مرد قلندر پر پڑی جس کی مدد سے ہزاروں لاکھوں لوگوں نے جلتے ہوئے گھروں کو بچالیا۔

چنانچہ دوپہر کے وقت میں لعل گنج مدرسہ عثمانیہ پہنچا، حضور رئیس العلما

کھانا تناول فرما رہے تھے، بعدہ آپ رحمۃ اللہ علیہ حجرہ شریف سے باہر تشریف لائے اور مجھ سے بیٹھنے کے لئے کہا تو میں بیٹھ گیا۔ اور میں نے اپنے گاؤں کے تمام حالات آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سنا دیئے، مزید یہ بھی کہا کہ شیطانی شر کے علاوہ میرا گاؤں ندی کی زد میں ہے، جب سیلاب آتا ہے تو ندی کٹنے لگتی ہے اور گھر کا گھر تباہ و برباد ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے تمام گاؤں والے بہت ہی پریشان اور سہمے ہوئے رہتے ہیں۔

ان تمام حالات کو سننے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تعویذ دیا اور شیطانی شر کو دفع کرنے کے لیے ترکیب بتادی اور فرمایا میں آپ کو اس ترکیب کے کرنے کی اجازت دیتا ہوں، جہاں جہاں ایسے حادثات درپیش ہوں، وہاں وہاں اس ترکیب کو عمل میں لائیے گا ان شاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہوتے رہیے گا۔

پھر میں لعل گنج سے کنہریا گھر واپس آیا اور تعویذ کو ندی میں ڈال دیا جس کے بعد ندی کٹاؤ بالکل ہی بند ہو گیا حتیٰ کہ ندی نے اپنا رخ موڑ لیا اور سارے گاؤں والے ندی کی بلا سے محفوظ ہو گئے۔

اور شیطانی شر کو دفع کرنے کے لیے جو ترکیب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عنایت فرمائی تھی میں اسے بھی عمل میں لایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خاکی رنگ کے کاغذ میں کوئی وظیفہ لکھ کر کے دیا تھا، میں نے اس کاغذ کو بہت سنبھال کر رکھا تھا لیکن اب وہ گم ہو گیا میں ایک ہاتھ میں اس کاغذ کو لیتا اور دوسرے ہاتھ میں سرسوں کا دانہ لے لیتا کاغذ میں لکھا وظیفہ پڑھتا جاتا اور سرسوں کا دانہ ایک ہاتھ سے گراتا جاتا اس عمل کو کرنے کے بعد پھر کبھی میرے گاؤں میں آگ نہیں لگی سارے گاؤں والے اس شیطانی شر سے محفوظ ہو گئے۔

حضور امام علم وفن اور تعظیم رئیس العلما

حضور امام علم و فن وارث علوم اعلیٰ حضرت علامہ **خواجہ مظفر**

حسین رحمۃ اللہ علیہ اپنے لخت جگر نور نظر محمد تحمید صاحب کو لے کر برائے دعا حضور رئیس العلما کے پاس لعل گنج تشریف لائے اور باہر چوکی پر بیٹھ گئے اور حضور رئیس العلما اندر حجرے میں بیٹھ کر دعا تعویذ کا فریضہ انجام دے رہے تھے، اس درمیان حضور رئیس العلما جب جب حجرہ شریف سے باہر تشریف لاتے تب تب حضور امام علم وفن تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ۔

﴿اس کے راوی قمر قطب پورنیہ علامہ قمر الدین حفظہ اللہ اور حضور رئیس الحفاظ کے توسط سے مولانا حافظ شافع صاحب بھی ہیں انھوں نے بھی مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا﴾

آل رسول کی تعظیم

آل رسول ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور ان سے محبت نجات کا ذریعہ اور ایمان کا حصہ ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں ۔

سید سنی المذھب کی تعظیم لازم ہے اگر چہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں ان کے اعمال کے سبب ان سے تنفر (نفرت) نہ کیا جائے، نفس اعمال سے تنفر ہو بلکہ اس کے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر تک نہ پہنچے جیسے تفضیل تو اس حالت میں بھی اس کی تعظیم سیادت نہیں جائے گی ۔ ہاں اگر اس کی بد مذھبی حد کفر کو پہنچے جیسے رافضی وہابی، قادیانی، نیچری وغیرھم تو اب اس کی تعظیم حرام ہے کہ جو وجہ تعظیم تھی یعنی سیادت وہی نہ رہی ۔ ﴿بحوالہ فضائل سادات﴾ ۔

حضور رئیس العلما کے دل میں آل رسول ﷺ کی اتنی تعظیم وتکریم اور محبت تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر آل رسول گھر کے آنگن میں کلی (مضمضہ) بھی پھینک دیں تو اس گھر میں اللہ جل وعلا کی رحمتیں برستی ہیں اور مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں ۔

قطب پورنیہ کا خط قطب پورنیہ کے لیے

مجدد سلسلۂ رشیدیہ حضور زعیم العلما ضیغم ملت قطب پورنیہ علامہ محمد غلام یسین شاہدی رشیدی رحمۃ اللہ علیہ کا حضور رئیس العلما سے بہت ہی گہرا تعلق تھا، دونوں ایک دوسرے کے رفیق تھے، جس جلسہ میں یہ دونوں ہستیاں شرکت فرماتیں اس کا منظر قابل دید ہوتا حضور رئیس العلما کہیں دین کی تبلیغ کے لیے تشریف لے جاتے تو حضور زعیم العلما قطب پورنیہ کو اپنے ساتھ لے جانے میں فخر محسوس کرتے اور بد مذھبوں کی طرف سے آنے والے حادثات سے مطمئن رہتے ۔

لیکن ایک مرتبہ حضور زعیم العلما نے حضور رئیس العلما کو خط لکھا جس میں لکھا تھا، اب آپ مجھے اپنے ساتھ کہیں نہ لے جائیں مجھے اکیلا چھوڑ دیں میں اس لائق نہیں رہا کہ میں آپ کی رفاقت میں کہیں جا سکوں کیوں کہ میرے بیٹے نے پینٹ شرٹ پہننا شروع کر دیا ہے اسلامی لباس چھوڑ کر ۔

حضرت حافظ وقاری حکیم محمد شیث صاحب قبلہ مدظلہ العالی بیان کرتے ہیں بچپن میں اگر کبھی میں شرارت کرتا تو والد محترم حضور رئیس العلما مجھے حضور زعیم العلما کا خط نکال کر دکھاتے اور فرماتے دیکھو اپنے وقت کے اتنے بڑے جید عالم دین خط میں کیا لکھتے ہیں اور تم شرارت کرتے ہو!

جب تک ابا حضور رئیس العلما باحیات رہے یہ خط انہیں کے پاس رہا پھر ان سے منتقل ہو کر حضور رئیس الحفاظ کے پاس آیا لیکن اب مجھے اس کا علم نہیں وہ خط کیا ہوا ۔

﴿اس واقعہ کو مجھ سے شہزادہ رئیس العلما حضرت حافظ وقاری حکیم محمد شیث صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے بیان کیا﴾

اس واقعہ سے جہاں حضور رئیس العلما، حضور زعیم العلما سے اٹوٹ رفاقت کا پتہ چلتا ہے وہیں حضور زعیم العلما کے زہد وتقوی، عاجزی وانکساری اور خلوص

للہیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے، اسی اخلاص کا نتیجہ تھا کہ ان بزرگوں کی خدمت سے سیمانچل کا خطہ خطہ نور اسلام سے منور ہوگیا۔

وفات حضور رئیس العلما

حضور رئیس العلما دین کی تبلیغ کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے، بہتر سے بہتر سبیل تجویز کرتے، امیر ہو یا غریب سب کی دعوت قبول کرتے کسی کو مایوس نہیں کرتے بعض جگہوں پر میلاد کی تاریخ بھی مقرر تھی اس تاریخ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لے جاتے اور دین کی تبلیغ کرتے، جیسا کہ مدھورا کٹیہار میں الحاج محمد حنیف صاحب مرحوم و مغفور کے یہاں گیارہویں شریف کی تاریخ مقرر تھی، اس تاریخ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم عثمانیہ کے طلبہ کے ساتھ تشریف لے جاتے اور دین کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ انجام دیتے ایسے ہی ”ولی ٹولہ، پورنیہ“ میں محمد سلیم صاحب کے یہاں سالانہ میلاد شریف کی تاریخ مقرر تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ تاریخ مقررہ پر ان کے یہاں تشریف لے جاتے اور فروغ دین اسلام کا کام انجام دیتے۔

چنانچہ ۱۹۸۶ء میں محمد سلیم صاحب، حضور رئیس العلما کو اپنے یہاں ولی ٹولہ پورنیہ آنے کے لیے دعوت دینے آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس بار مجھے چھوڑ دیجئے میں دارالعلوم عثمانیہ کے طلبہ اور مدرسین کو بھیج دوں گا، لیکن محمد سلیم صاحب اصرار کرنے لگے اور کہنے لگے حضرت آپ ہر بار تشریف لاتے ہیں اس بار نہیں لائیں گے تو بزم سونی سی ہو جائے گی آپ کے تشریف لانے سے ہمیں خوشی ہوگی بزم کی رونق قابل دید ہوگی لہٰذا آپ منع نہ کریں۔

اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ٹھیک ہے آپ اصرار کرتے ہیں تو میں چلا جاؤں گا لیکن اس بار آپ کو بہت مہنگا پڑیگا وہ سمجھے کہ حضرت مجھ سے مزاح کر رہے ہیں اور حقیقت حال سے واقف نہ ہو سکے اور دعوت دے کر واپس چلے

گئے۔ پورنیہ میں ایک بڑھیا رہتی تھی جو کلکتہ کی تھی لیکن پورنیہ میں آ کر بس گئی تھی اور حضور رئیس العلما کو اپنا باپ مانتی تھی، جب اس بڑھیا کو فرصت ملتی حضرت سے ملاقات کرنے کے لیے لعل گنج آجاتی، حسب دستور اس بار تقریباً وفات سے بیس دن پہلے ملنے کے لیے آئی تو اس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا کیا آپ ملنے کے لئے آ گئیں، اب اس کے بعد ملاقات ہو یا نہ ہو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

اس وقت حضرت قاری مولانا محمد شمعون صاحب قبلہ مدظلہ العالی ارریہ آزاد اکیڈمی ہائی اسکول میں زیر تعلیم تھے اور کسی موقع پر گھر آئے ہوئے تھے تقریبا وفات سے ایک ہفتہ پہلے حضور رئیس الحفاظ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے برادر عزیز سے کہا اب چلو! میں تم کو ارریہ اسکول میں چھوڑ آتا ہوں تا کہ تمہاری پڑھائی کا کوئی نقصان نہ ہو لیکن یہ جانے کے لئے تیار نہیں تھے پھر بھی حضور رئیس الحفاظ نے ان کو ضد کر کے تیار کیا اور دارالعلوم عثمانیہ اپنے ساتھ لے گئے اور حضور رئیس العلما سے عرض رسا ہوئے کہ اپنے برادر عزیز کو ارریہ آزاد اکیڈمی ہائی اسکول چھوڑنے کے لئے جارہا ہوں، اس پر حضور رئیس العلما نے فرمایا نہیں اس ہفتے گھر میں ہی رہنے دو اسکول مت لے جاؤ تب رئیس الحفاظ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

بالآخر وہ تاریخ آہی گئی جس تاریخ کی دعوت دے کر محمد سلیم صاحب گئے تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ولی ٹولہ جانے کی تیاری کی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا حجرے کی چابی کبھی کسی کو دے کر نہیں جاتے تھے بلکہ اپنے ساتھ لے جاتے تھے لیکن اس بار خلاف معمول حجرے کی چابی اپنے بڑے صاحبزادے حضور رئیس الحفاظ کو عنایت فرمائی اور ان سے فرمایا تم یہیں رہو میں جارہا ہوں۔

آپ علیہ الرحمہ ولی ٹولہ تشریف لے گئے محبین و معتقدین جوق در جوق

ملنے کے لئے آنے لگے، محفل میلاد سجی ہوئی تھی، قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت سے محفل کا آغاز ہوا، ہر طرف نور ہی نور برس رہا تھا، پر کیف نظارا تھا بعد تلاوتِ قرآن کریم نعت خوانی ہوئی، بعدہ پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، سلطان الواعظین، قطب پورنیہ، حضور رئیس العلما ممبر رسول پر جلوہ افروز ہوئے ہر طرف سے پروانوں کا ہجوم تھا، سب آپ کی پر اثر زبان مبارک سے وعظ و نصیحت سننے کے لئے بے قرار تھے بالآخر امیدوں کا چراغ جل اٹھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر کا آغاز فرمایا بعد حمد و صلاۃ ہلکی سی کھانسی ہوئی، جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد سلیم صاحب سے فرمایا تم نعت شریف پڑھو! اور یہ مصرع پڑھ کر کمرے میں تشریف لے گئے۔

ع ''تم سب پڑھو درود میں ذکر نبی کروں''

جب خاصا وقت گزر گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف نہیں لائے تو ولی محمد صاحب جگانے کے لیے اندر گئے اور پائتی بیٹھ کر ادب سے پیر دبانے لگے کچھ دیر ہوئی، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی حرکت نہیں کی اس پر جناب ولی محمد صاحب کو شک ہوا تو نبض پر ہاتھ رکھا جس سے محسوس ہوا کہ سانس تھم گئی ہے یکا یک محفل میں ایک آواز گونجی جس سے محفل میں سکتہ طاری ہو گیا ہر شخص کی آنکھ آنسوؤں سے بھیگ گئی اور سب بیک زبان کہنے لگے۔

مسلم تمہارے عشق کی تعریف کیا لکھوں
تم کو فدائے شاہ زمین و زماں کہوں
دوران خطبہ کہہ کے یہ ہم سے چلے بہشت
تم سب پڑھو درود میں ذکر نبی کروں

﴿جسیم اکرم﴾

اس طرح سے یہ علم و حکمت، رشد و ہدایت، زہد و تقوی، عاجزی و انکساری

اور خلوص و للہیت کا آفتاب ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء بمطابق ۱۵ ربیع الاول شریف، بروز اتوار الحاج سلیم صاحب ولی ٹولہ پورنیہ کے یہاں دوران تقریر ۸ بج کر ۳۵ منٹ میں غروب ہو جاتا ہے۔ ﴿انا للہ و انا الیہ راجعون﴾۔

چمن اچھا نہیں لگتا کلی دیکھی نہیں جاتی
گلوں کے درمیاں تیری کمی دیکھی نہیں جاتی

نماز جنازہ

آپ کی وفات کی خبر بجلی کی طرح پھیل گئی، خبر سنتے ہی مریدین و معتقدین جوق در جوق لعل گنج آنے لگے، دیکھتے ہی دیکھتے پورا لعل گنج خلق خدا سے بھر گیا، سب کی آنکھیں نم تھیں، بالآخر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غسل دیا گیا پھر کفنایا گیا، بعدہ وارثین نے نماز جنازہ پڑھانے کی اجازت حضور رئیس الحفاظ حضرت حافظ و قاری مولانا شعیب عالم رضوی رحمۃ اللہ علیہ کو دی، انہوں نے حضور دلکش ملت غلام محی الدین دلکش پورنوی رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت منتقل کر دی، بعد اجازت اپنے برادر اکبر حضور رئیس العلما کی نماز جنازہ حضور دلکش ملت نے پڑھائی، جس میں کثیر تعداد میں علما کرام، حفاظ عظام اور مفتیان ذوی الاحترام موجود تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف دار العلوم عثمانیہ سے تقریباً ایک کیلومیٹر اتر بڑی عیدگاہ میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

گلاب کی خوشبو آنا

حضرت العلام دلکش ملت رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جس جگہ پر آنگن کے پوربی حصہ میں حضور رئیس العلما کو غسل دیا گیا تھا، اس جگہ سے ایک ہفتہ تک گلاب کی خوشبو آتی رہی۔

﴿وفات رئیس العلما کے تمام سرگزشت کے راوی شہزادۂ رئیس العلما حضرت مولانا و قاری محمد شمعون صاحب قبلہ مدظلہ العالی ہیں، انھیں سے سن کر میں

نے سپرد قرطاس کیا﴾۔

آہ قطب پورنیہ چلا گیا

حضرت العلام دلکش ملت رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ضیغم ملت زعیم العلما، قطب پورنیہ علامہ مفتی محمد غلام یٰسین شاھدی رشیدی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا۔اور انھیں حضور رئیس العلما کی وفات کی خبر دی اور چہلم شریف میں آنے کی دعوت بھی دی جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور نم آنکھوں سے فرمایا آہ قطب پورنیہ چلا گیا۔

کہہ اٹھے ان کو حضرت یٰسین
آپ ہیں قطب پورنیہ مسلم

﴿اس واقعہ کے راوی شہزادۂ رئیس العلما حضرت حافظ وقاری حکیم محمد شیث صاحب قبلہ مدظلہ العالی ہیں﴾۔

حضرت کا عرس مناؤ

قمر قطب پورنیہ، تلمیذ ملک العلما حضرت قمر الدین مدظلہ العالی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضور قطب پورنیہ، زعیم العلما علامہ محمد غلام یسین رحمۃ اللہ علیہ لعل گنج تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے برجستہ فرمایا حضرت کا عرس مناؤ۔

چہلم شریف میں حضور اشرف الاولیا کی آمد

شیخ المشائخ، اشرف الاولیا حضور سید مجتبی اشرف رحمۃ اللہ علیہ چہلم شریف میں تشریف لائے، حضور اشرف الاولیا کو دیکھنے کے بعد لوگ آپس میں کہنے لگے کہ حضرت کو حضور رئیس العلما کی وفات کی خبر کس نے دی؟

حضرت کیسے تشریف لائے؟

یہ باتیں حضور اشرف الاولیا تک پہنچ گئی، آپ رحمۃ اللہ علیہ چہلم شریف کے

عرس میں ممبر رسول میں جلوہ افروز ہوئے اور بھرے مجمع میں علی الاعلان آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے کسی نے وفات کی خبر نہیں دی بلکہ میں نے خواب دیکھا جس کی تعبیر میں نے یہ نکالی کہ حضور رئیس العلما دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے ہیں، اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور رئیس العلما کے فضائل ومناقب پر تقریر کی جس کو سننے کے بعد اپنے تو اپنے مخالفین بھی رونے لگے بعد تقریر مخالفین حضور اشرف الاولیا کے پاس آکر رونے لگے اور معافی مانگنے لگے اس پر آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا مجھ سے کیوں معافی مانگ رہے ہو؟ جاؤ مزار پاک پر جاؤ اور انہیں سے معافی مانگ لو۔

﴿اس کے راوی قمر قطب پورنیہ حضرت قمر الدین صاحب پورنیہ مدظلہ العالی ہیں﴾۔

عرس چہلم شریف میں شرکت کرنے والے چند معزز علماء کرام کے اسمائے مبارکہ:

﴿۱﴾ شیخ المشائخ اشرف الاولیا حضور سید مجتبی اشرف رحمۃ اللہ علیہ

﴿۲﴾ ضیغم ملت، زعیم العلما، قطب پورنیہ علامہ محمد غلام یسین شاہدی رشیدی رحمۃ اللہ علیہ

﴿۳﴾ امام علم وفن، وارث علوم اعلی حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین پورنوی رحمۃ اللہ علیہ

﴿۴﴾ مجمع البحرین حضرت علامہ مفتی محمد عبید الرحمن صاحب قبلہ مدظلہ العالی ﴿موجودہ سجادہ نشیں خانقاہ رشیدیہ﴾۔

﴿۵﴾ معمار قوم وملت حضرت مولانا محمد رحمت حسین کلیمی پورنوی رحمۃ اللہ علیہ ﴿بانی تنظیم المسلمین بائسی پورنیہ﴾

﴿۶﴾ کنز الدقائق رئیس التحریر حضرت علامہ مفتی محمد حسن منظر قدیری رحمۃ اللہ علیہ ﴿گانگی کشن گنج بہار﴾۔

اللہ جل وعلا حضور رئیس العلما کے مزار مقدس پر خوب خوب نور و نکہت کی بارشیں برسائے!۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

﴿حضور قمر قطب پورنیہ حفظہ اللہ﴾

برادر رئیس العلما و خادم ملک العلما، قمر قطب پورنیہ، صوفی باصفا، پیکر صدق وصفا حضرت العلام محمد قمر الدین صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے تقریباً ۱۹۱۹ سنہ ء میں رئیس وقت صوفی باصفا منشی خورشید کے بوستان میں اپنی آنکھ کھولی۔

گورا گندمی رنگ، اونچا سیدھا قد، صراحی جیسی گردن، نور برساتی پیشانی، چمکدار آنکھیں، نرم مزاج، پاک طینت اور اخلاق کا عطر دان نہیں بلکہ عطر کا کان ہیں۔

ابتدائی تعلیم

آپ نے اپنے برادر کبیر حضور رئیس العلما سے مدرسہ عثمانیہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

اعلی تعلیم

اس کے بعد حضور قمر قطب پورنیہ اعلی تعلیم کے لئے جامعہ بحر العلوم کٹیہار کا رخ کیا جس کے قیام کا تاریخی پس منظر بیان کرتے ہوئے کاملان پورنیہ میں علامہ ڈاکٹر غلام جابر شمس مدظلہ العالی کچھ اس طرح رقم طراز ہیں۔

سنہ ۱۳۷۱ھ ۱۹۵۰ء میں جامعہ بحر العلوم قائم ہوا، بحر العلوم کا افتتاح ہنگامی حالات میں، مگر بڑی شان وشوکت سے ہوا تھا، اس کا ایک تاریخی پس منظر ہے۔ تفصیل تو نہیں، اجمالی اشارہ یہ ہے کہ پورنیہ نہ کبھی علمی میدان میں پیچھے رہا اور نہ مالی شعبہ میں کبھی کنگال ہوا۔ بڑا زرخیز اور بڑا مردم خیز خطہ، شاہ حفیظ الدین اسی زمیں زرخیز کی پیداوار تھے۔ ان کے ایک شاگرد و مسترشد عابد شب زندہ دار مولانا شاہ شرف الدین تھے۔ جنہوں نے گانگی ہاٹ کشن گنج میں خانقاہ و جامعہ لطیفیہ کی بنیاد ڈالی۔ جہاں کے علمی و روحانی فیض سے پورنیہ کا اتری و پوربی حصہ متمتع ہوا۔

علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آباد میں جب دار العلوم قائم کر رہے تھے۔ نام

ذہن میں نہیں آرہا تھا۔شاہ شرف الدین کے مزار پر حاضری دی ،تو دارالعلوم کا نام دارالعلوم غریب نواز القا ہوا،جس کا ذکر نظامی صاحب نے اپنی تحریر میں کیا ہے۔

دوسرے شاگرد مولانا عابد حسین چندی پوری ،یہ اولا سنی صحیح العقیدہ تھے، بعد میں عقیدے کے الزام سے متہم ہو گئے،''چندی پور''ان دنوں ضلع مالدہ مغربی بنگال کی ایک بستی ہے، جلالۃ العلم والعرفان مولانا شاہ محمد یوسف رشیدی علیمی کی ایک قلمی تحریر میرے پاس ہے، جو دراصل ایک سوال نامہ کی صورت میں مولانا چندی پوری کو بھیجی گئی تھی ۔سوال نامہ کے گیارہ سوالوں میں ایک اہم سوال **''تقویۃ الایمان''** اوراس کے مصنف **مولانا اسماعیل دہلوی** کے بارے میں ہے۔

جواب مولانا چندی پوری نے لکھا ہے کہ وہ کتاب اور صاحب کتاب کے فکر وعقیدے سے بیزار ہے۔مگر بعد کے حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ الزام عقیدہ والی بات بے پر کی نہیں تھی۔

خیر مولانا چندی پوری نے دارالعلوم لطیفیہ کا خواب دیکھا، جلد ہی خطہ بھر کے سنی مسلمانوں کی توجہ وعنایت سے دارالعلوم تعبیر کی شکل میں بن گیا۔اساتذہ کا جو انتخاب ہوا،وہ بہت خلط ملط تھا۔ یہ دیکھ کر اہلسنت مضطرب ہوئے،شور شرابا ہوا مولانا چندی پوری صفائی دیتے رہے، دارالعلوم چلتا رہا، ایک وقت وہ آیا کہ اہلسنت جن کے تعاون سے دارالعلوم کی زمین تیار اور تعمیر ہوئی تھی،وہ بالکل بدظن ہو کر رہ گئے۔

تصفیہ کے لئے پٹنہ سے سید شاہ حمید الدین لطیفی سجادہ نشین خانقاہ عشق پاک تشریف لائے،چونکہ شاہ حفیظ الدین اسی خانقاہ کے تربیت یافتہ تھے اوراس علاقہ میں اس کا اثر بھی تھا، ادھر شاہ حمید الدین حضرت ملک العلما کے خاص الخاص احباب میں سے تھے،علما ورؤسا کی موجودگی میں مولانا چندی پوری کو بلا کر

معاملہ صاف کرنا چاہا،مگر مولانا چندی پوری کے رویہ نے علما ومشائخ اور معتمدین کے گمان کو یقین میں بدل دیا، یہ حضرات مجلس بحث سے مایوس ہو کر اٹھے۔

مگر طے یہ ہوا کہ اسی کٹیہار میں دارالعلوم قائم کیا جائے، شاہ حمید الدین پٹنہ واپس تشریف لے گئے، یہاں کے حالات وجذبات سے حضرت ملک العلما کو آگاہ فرمایا،حضرت ملک العلما جو طویل تدریسی خدمات کے بعد مدرسہ شمس الہدی کے عہدۂ صدارت سے ریٹائرڈ ہوئے تھے، ارادہ تھا کہ اب تصنیف وتالیف ،عبادت وریاضت، ذکر وفکر وآخرت ،وہ علما جو ظفر منزل میں ملک العلما سے بعض علوم سیکھتے تھے ، ان کی تعلیم، اصلاح عوام، درس قرآن، مریدین ومتوسلین کی تربیت میں وقت دیا کریں گے ۔مگر حالات کا تقاضہ کچھ ایسا تھا کہ مسافر ابھی ایک سفر کی تھکان بھی نہیں اتار پایا تھا کہ دوسرے سفر کا رخت باندھنا پڑا ا شاہ صاحب موصوف اور حضرت ملک العلما کٹیہار پہنچے پھر جامعہ بحر العلوم کا قیام عمل میں آگیا، یہ ہے بحر العلوم کے قیام کی ایک جھلک۔

پورنیہ (بشمول کٹیہار،کشن گنج ،ارریہ وغیرہ) جو سدا سے اہلسنت کا مرکز رہا تھا تقویۃ الایمانی گروہ کے خلاف جو علما صف آرا تھے،شروع ہی سے اہل پورنیہ انہیں علما کے ہم زبان تھے۔علما خیرآباد، جون پور، بدایوں اور بریلی علی الخلوص اعلی حضرت کا تو پورا خطہ دلدادہ وشیدا تھا، یہ نادیدہ عشق تھا، اعلی حضرت تو پورنیہ پہنچے نہیں ،اب جو اعلی حضرت کے علمی وفکری جانشین کی آمد آمد ہوئی اہل پورنیہ کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔ ایک تو بارگاہ عشق پاک پٹنہ کی عقیدت، دوسرے ملک العلما کی سیرت میں اعلیٰ حضرت کا وہ فیضان، جو پورنیہ کے افق سے پورنیہ کی زمین پر برسنے والا تھا، یہ نہ پوچھو! کہ جوش وخروش کی کیا حالت تھی قدیم پورنیہ کی تاریخ میں یہ ایک اہم موڑ تھا۔

تار اور اشتہار کے ذریعہ جب یہ خبر نشر ہوئی کہ حضرت ملک العلمانے بحر العلوم کا افتتاح فرمایا ہے۔ تو کیا یوپی، کیا سی پی، تمام اقطار ہند سے طلبا مشہور درسگاہیں خالی کر کے آنے لگے۔ یوماً فیوماً قافلے اترنے لگے۔ اراکین جو تازہ دم تھے۔ مکمل تگ و تاز سے انتظامات میں لگ گئے۔ درسگاہیں لگیں، مسندیں آراستہ ہوئیں اور قرآن و حدیث کی خوشبوؤں سے فضائیں مہک اٹھیں۔ حضرت ملک العلما کا قیام سیہی پور کے رئیس وقت کی کوٹھی کے اس حجرہ میں ہوا جو بالکل سامنے اتر، پورب جانب ہے۔ دیگر اساتذہ عارضی جگہوں میں رہے بعد میں خس پوش کی جگہ ٹین اور پختہ عمارتیں بن گئیں۔ «کاملان پورنیہ»۔

اس مشکبار، جوش وخروش کے ماحول میں حضرت قمر قطب پورنیہ علامہ قمر الدین مدظلہ العالی داخل ہوئے۔ حضور ملک العلمانے جن اساتذۂ کرام کا بحر العلوم میں انتخاب کیا تھا وہ منتخاب روزگار سے تھے۔ حضرت قمر قطب پورنیہ خود فرماتے ہیں کہ میں حضور ملک العلما کے پاس پڑھتا تھا اور ان کا خاص خادم بھی تھا، درس نظامی کی تمام کتابیں ان کے پاس اور استاذ المتکلمین حضرت العلام مولانا محمد سلیمان بھاگلپوری، جن کے شاگرد علامہ **ارشد القادری** جیسی شخصیت تھے۔ اور علامہ محمد یوسف جو پٹنہ کے رہنے والے تھے اور علامہ عبد المنان مظفر پوری سے پڑھی۔

میں حضور ملک العلما کی خدمت میں چار سال رہ کر علم وعرفان کے جام سے سیراب ہوتا رہا، حضرت مجھے بہت چاہتے تھے، اکثر میں حضرت کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ حضرت ملک العلما بھلے ہی اس وقت ضعیفی کے عالم میں تھے، مگر وہاں پہنچ کر ان کا شباب لوٹ آیا تھا، مدرسہ شمس الہدیٰ میں گو وہ پرنسپل تھے۔ مگر ضابطہ کی پابندی بہر حال تھی، یہاں ضابطہ ساز خود تھے، آزاد فضا تھی، کھلا ماحول تھا، جانثاروں کا جم غفیر تھا، صوبہ بہار و بنگال کے سنگم کی ریاست انہیں راس آئی تھی اور

اراکین جو سب کے سب رؤسا امرا تھے، مگر مثل خدام، وفادار، اطاعت شعار تھے۔ ہوتا وہی تھا جو ملک العلما فرما دیتے تھے، اساتذہ کی بحالی، برطرفی طلبہ کا داخلہ اور خارجہ سب انہیں کے اشارۂ ابرو سے ہوتا تھا۔

حضرت قمر قطب پورنیہ نے درسگاہ میں بیٹھ کر جو علم حاصل کیا اس سے کہیں زیادہ علم حضور ملک العلما کی صحبت خاص سے حاصل کیا۔

جب استاذ اپنے وقت کا امام اعظم ابوحنیفہ ہو تو پھر شاگرد بھی اپنے وقت کا امام محمد اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہوتا ہے۔

حضرت قمر قطب پورنیہ جس وقت بحر العلوم میں زیر تعلیم تھے، اس وقت امام علم وفن، وارث علوم اعلیٰ حضرت علامہ **خواجہ مظفر حسین** بھی زیر تعلیم تھے۔

اس کے بعد حضرت قمر قطب پورنیہ دار العلوم مصطفائیہ درگاہ شریف چمنی بازار تشریف لے گئے، اور حضور زعیم العلما ضیغم ملت قطب پورنیہ حضرت علامہ مفتی محمد غلام یٰسین رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی، اب کون سی تعلیم حاصل کی؟ یہ تعلیم لینے والا جانے اور دینے والا۔

بے خود بھی ہیں ہشیار بھی ہیں دیکھنے والے
ان مست نگاہوں کی ادا اور ہی کچھ ہے

«ابوالکلام آزاد»

میرا قمر کہاں چھپ گیا

حضرت قمر قطب پورنیہ خود فرماتے ہیں کہ جب میں دار العلوم مصفطائیہ چمنی بازار میں تھا، حضور قطب پورنیہ امامت کرنے کے لئے مجھے مصلی پر کھڑا کرتے تھے، میرے سوا کسی کے پیچھے نماز ادا نہیں کرتے تھے، میری موجودگی میں اور اگر کبھی میں حضرت قطب پورنیہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر سے اوجھل ہو جاتا تو آپ فرماتے میرا

قمر کہاں چھپ گیا؟۔

قطب پورنیہ کے اس فرمان (میرا قمر کہاں چھپ گیا) کی روشنی میں میں نے حضرت علامہ قمر الدین مدظلہ العالی کو قمر قطب پورنیہ کے لقب سے یاد کیا۔

نہ کبھی نماز قضا ہوئی نہ کبھی جھوٹ بولا

شہزادۂ قمر قطب پورنیہ حضرت حافظ وقاری منہاج صاحب قبلہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے والد محترم نے مجھ سے کہا کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے ایک وقت کی بھی میری نماز قضا نہیں ہوئی ہے اور نہ میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے۔

یہی وہ زہد وتقوی تھا جو حضور قطب پورنیہ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ ولایت دیکھ رہی تھی۔

دارالعلوم مصطفائیہ سے واپسی

جب حضور رئیس العلما کو حضرت قمر قطب پورنیہ کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں دارالعلوم مصطفائیہ چمنی بازار سے لعل گنج بلوا لیا اور گھر پر ہی رہنے کا حکم دیا، اس طرح سے گھر کی تمام ذمہ داری انھیں سونپ دی گئی، حضرت قمر قطب پورنیہ نے بھی اپنے برادر کبیر کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی پوری زندگی گھر پر ہی گذار دی اس طرح سے یہ علم وحکمت کا روشن ستارہ گمنامی کے بادلوں تلے گھر میں ہی چھپا رہا یہاں تک کہ خود حضرت قمر قطب پورنیہ کے گاؤں کے لوگ بھی ان کی شخصیت کو آج تک سمجھ نہ سکے۔ لیکن

موج دریا سے کہہ رہا ہے سمندر کا سکوت
جس میں جتنا ظرف ہے اتنا ہی خاموش ہے

بیعت

حضرت قمر قطب پورنیہ، صوفی باصفا، رئیس الاتقیا حضور سید نذیر احمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہیں۔

روزمرہ کی زندگی

حضرت قمر قطب پورنیہ کی عمر تقریبا ایک سو سال ہو چکی ہے، لیکن صوم و صلاۃ کے ادا کرنے میں کوئی فرق نہیں آیا وضو خود بناتے ہیں اور وقت پر نماز ادا کرتے ہیں، کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، رات کو بھی سوتے بہت کم ہیں اور ہمیشہ تسبیح وتہلیل میں لگے رہتے ہیں بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ ان کی زندگی کا ہر ایک لمحہ ذکر خدا اور ذکر رسول میں گذرتا ہے۔

بڑے ہی خوش مزاج اور اصاغر نواز ان کی شخصیت ہے، راقم الحروف جب بھی ملاقات کے لئے حاضر ہوا بہت ہی محبت سے پیش آئے اور دعائیں دئیں۔ سادگی کا تو عالم یہ ہے کہ اتنے بڑے رئیس گھرانے میں پیدا ہوئے اور بے بہا علوم حاصل کئے، لیکن کبھی بھی عزت وشہرت کے طلبگار نہیں ہوئے بلکہ ہمیشہ مہمان نوازی کرتے رہے اور اسی کو اپنے لئے باعث شرف سمجھتے رہے۔

اولاد

حضرت قمر قطب پورنیہ کی چار شہزادی اور چار شہزادے ہیں

﴿۱﴾ حضرت مولانا محمد معاذ عالم صاحب قبلہ مدظلہ العالی
﴿۲﴾ جناب محمد التمش صاحب
﴿۳﴾ جناب حضرت حافظ وقاری منہاج عالم صاحب قبلہ مدظلہ العالی
﴿۴﴾ جناب محمد منسار عالم صاحب

اللہ جل وعلا حضرت قطب پورنیہ کا سایہ ہمارے سروں پر تا دیر قائم و دائم رکھے! آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

﴿حضور دلکش ملت رحمۃ اللہ علیہ﴾

حضور دلکش ملت حضرت العلام غلام محی الدین دلکش پورنوی علیہ الرحمہ حضور رئیس العلما کے برادر صغیر تھے۔

کسب تعلیم

حضور دلکش ملت کا شمار اپنے وقت کے جید علمائے کرام خطباء اہلسنت میں ہوتا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم دارالعلوم عثمانیہ میں حضور رئیس العلما اور دگر اساتذہ کرام سے حاصل کی اس کے بعد جامعہ بحر العلوم کٹیہار تشریف لے گئے اس کے بعد دارالعلوم مصطفائیہ چمنی بازار تشریف لے گئے ان دونوں مدارس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اعلی تعلیم حاصل کی لیکن آپ کی فراغت یادگار مفتی اعظم ہند دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف سے ہوئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کرام میں سے بعض کے اسمائے مبارکہ درج ذیل ہے۔

﴿۱﴾ مجدد سلسلۂ رشیدیہ زعیم العلما ضیغم ملت قطب پورنیہ حضرت علامہ مفتی محمد غلام یسین شاہدی رشیدی رحمۃ اللہ علیہ۔

﴿۲﴾ امام علم وفن، وارث علوم اعلیٰ حضرت سیدنا، سندنا حضرت علامہ مفتی محمد خواجہ مظفر حسین پورنوی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

﴿۳﴾ مجاہد جلیل حضرت علامہ عبدالجلیل اشرفی رحمۃ اللہ علیہ۔

بیعت وخلافت

آپ رحمۃ اللہ علیہ تاجدار اہلسنت، ابوالبرکات، آل رحمن، مفتی اعظم ہند الشاہ محمد مصطفے رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تھے۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت و اجازت حضور قمر العلما، قمر ملت علامہ قمر رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ المشائخ،

اشرف الاولیا، حضور سید مجتبی اشرف علیہ الرحمہ سے حاصل تھی۔

خلفاومریدین

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین کی تعداد کا راقم الحروف کو کوئی یقینی علم نہ ہوسکا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاجزادے حضرت حافظ و قاری مولانا محمد غلام صمدانی رضوی راضی کو وفات سے کچھ دن قبل خلافت سے نوازا، جو اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین اور ناظم اعلی دارالعلوم دلکش للبنات ہیں۔

ارشادوہدایت

حضور دلکش ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ درس و تدریس کا فریضۃ انجام دینے میں گزاردی آپ رحمۃ اللہ علیہ بعد فراغت دارالعلوم عثمانیہ میں مسند تدریس پر بیٹھے اور تشنگان علوم وفنون کو تاعمر سیراب کرتے رہے۔

عثمانیہ میں مسند تدریس پہ بے شک
تا عمر رہے جلوہ نشیں دلکش ملت

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ سیمانچل کے خطے خطے میں تشریف لے جاتے اور دین متین کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ انجام دیتے، آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے ایک بے باک خطیب بھی تھے۔ اور طوطی پورنیہ کے لقب سے جاتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت اور وعظ ونصیحت سے لاکھوں گمگشتگان راہ ہدایت یاب ہوئے، اللہ جل وعلا نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک میں وہ مٹھاس رکھی تھی کہ جب آپ خطابت فرماتے تو ایسا لگتا کہ سامعین کے سروں پر چڑیا بیٹھ گئی ہو اور جب نعت گنگناتے تو طبیعت جھوم اٹھتی اور سامعین فرط مسرت سے جھوم کر کہتے۔

کیا شیریں بیاں شیریں زباں ہادی ومہدی
ہے مرد خدا، عالم دیں دلکش ملت

خدمت خلق

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکت مرجع الخلائق تھی امیر، غریب وفقیر ہر ایک کی دعوت پر لبیک کہتے ۔ایک مرتبہ چند حضرات آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دینے کے لئے دارالعلوم عثمانیہ لعل گنج آئے اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرے میں تشریف فرما تھے، یہ حضرات بھی ملنے کے لئے اندآ گئے اور کچھ دیر گفت وشنید ہوئی، دوران گفتگو ان میں سے ایک شخص نے پوچھا حضور آپ اتنی نادر و نایاب باتیں اوراتنے قیمتی قیمتی نکات کہاں سے چن کرلاتے ہیں؟

جوابا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ میرا حجرہ ہے پھر کتابوں کی طرف نظر کرتے ہوئے فرمایا میرا اٹھنا، بیٹھنا، سونا اور جاگنا سب کتابوں کی جھرمٹ میں ہوتا ہے۔

﴿اس واقعہ کے راوی حضرت مولانا محمد صابر رضوی بازبیریا مدرس دار العلوم فیضان شاہ بلاقی الہ آباد یوپی ہیں﴾۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بحیثیت مہتمم دارالعلوم عثمانیہ کی خدمت کرتے ہوئے اپنی تمام عمر گذار دی اور ہمیشہ حضور رئیس الحفاظ کے شانہ بشانہ کھڑے رہے، قدم بہ قدم ساتھ چلتے رہے اورغم ہو یا خوشی ہر ایک موقع پر برابر کے شریک رہے۔بلکہ یوں کہیں۔

سرکار شعیب آپ کے انگشت کرم کی
انگوٹھی ہیں مسلم تو نگیں دلکش ملت

وفات حضور دلکش ملت

آپ رحمۃ اللہ علیہ اخیر وقت میں اکثر بیمار رہا کرتے تھے، دھیرے دھیرے بیماری شدت پکڑتی گئی، طویل عرصہ بستر علالت پر گذارنے کے بعد حامل زھد وتقوی، عالم علم شریعت، محرم راز طریقت، پیکر اخلاص ومحبت، خطیب اہلسنت، واقف اسرار وحدت، نیر چرخ حکمت، حضور دلکش ملت الشاہ غلام محی الدین

دلکش پورنوی ۲۶ جمای الاولی ۱۴۳۹ھ بروز پیر و بوقت صبح رضائے الہی سے جاں بحق ہوجاتے ہیں۔ ﴿انا للہ و انا الیہ رٰجعون﴾۔

ہے رب سے دعا شاہ مدینہ کے تصدق
ہو تیری لحد خلد بریں دلکش ملت

﴿مذکورہ بالا تمام سرگزشت کے راوی الحاج حضرت حافظ وقاری مولانا محمد شافع رضا رضوی مدظلہ العالی ہیں﴾۔

﴿حضور رئیس الحفاظ رحمۃ اللہ علیہ﴾

ملک ہندوستان صوبہ بہار کا وہ علاقہ جسے پورنیہ کہا جاتا ہے اس کی مردم خیز سرزمین سے بڑے بڑے نامور علما فضلا ادبا شعرا اور محققین و مؤرخین پیدا ہوئے ہیں۔ جن کی دینی علمی، مذہبی، صلاحی، سماجی اور سیاسی خدمات کو تاریخ میں نمایاں مقام ملا ہے۔

انھیں مقدس ہستیوں میں ایک ذات شہزادۂ رئیس العلما حضور رئیس الحفاظ حضرت حافظ وقاری مولانا محمد شعیب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔

اللہ جل وعلا نے حضور رئیس الحفاظ کو علم وفضل، ذہانت و فطانت، تدبر و دانش مندی، عزم واستقلال، صبر وقناعت اور زہد وتقوی کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔

ولادت باسعادت

جانشین رئیس العلما، حضور رئیس الحفاظ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت سنہ ۱۹۴۸ء کو لعل گنج میں ہوئی جو پورنیہ لائن بازار سے تقریبا آٹھ کیلومیٹر دکھن ہے۔

نقش سراپا

قد میانہ، چہرہ گول پرنو، آنکھیں بڑی بڑی کالی چمکدار، رنگ سرخی مائل سفید گندمی، پتلے لب، چھوٹے دانت، ناک متوسط قدرے اٹھی ہوئی، کان متناسب قدرے دراز، رخسار بھرے گداز روشن، سر بڑا گول، پیشانی کشادہ بلند، داڑھی گھنی سفید، مونچھ نہ بہت پست نہ اٹھی ہوئی، گردن معتدل، سینہ فراخ، ہاتھ لمبے انگلی موزوں، ہتھیلیاں بھری گداز، کلائیاں چوڑی، پاؤں متوسط اور ایڑیاں گول۔

خاندانی پس منظر

آپ رحمۃ اللہ علیہ رئیس العلما کے بڑے صاحبزادے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی

حضرت بی بی رابعہ خاتون بنت الحاج محمد حنیف سے ہوئی۔

جن سے چار فرزند تولد ہوئے

﴿۱﴾ حضرت الحاج حافظ وقاری مولانا محمد شافع رضا رضوی مدظلہ العالی۔

﴿۲﴾ حضرت حافظ وقاری محمد شہباز رضا رضوی حفظہ اللہ۔

﴿۳﴾ جناب محمد شاکر رضا رضوی حفظہ اللہ۔

﴿۴﴾ جناب محمد شائق صاحب۔

اور ایک صاحبزادی تولد ہوئی

﴿۱﴾ بی بی شفیقہ پروین زوجہ محمد عامر سبحانی صاحب۔

رشتۂ مناکحت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ کا اسم شریف بی بی رابعہ خاتون بنت الحاج محمد حنیف ہے۔ بڑے دیندار اور شریف گھرانے سے تعلق رکھتی تھی، ان کے والد محترم نیک سیرت، تہجد گزار شخص تھے، اکثر وقت مسجد ہی میں گزارتے، علمائے کرام سے حد درجہ محبت کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ دختر نیک اختر کی ذات بابرکت میں حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا کا عکس نظر آتا تھا موصوفہ بچپن سے ہی بڑی پاک طینت، عابدہ، زاہدہ اور متقیہ تھیں، فرائض وسنن کے علاوہ نوافل ومستحبات، اوراد ووظائف اور دگر معمولات خاندانی کو بھی ادا کرتی تھیں، حتی کہ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کا روزہ بھی نہیں چھوڑتیں یعنی جس دن حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کا وصال شریف ہوا اس دن کا بھی روزہ رکھتیں، کثرت سے قرآن شریف کی تلاوت کرتیں۔

اور کئی سال تک طلبا ومدرسین کا کھانا خود گھر سے بنوا کر بھیجتی رہیں، کبھی کوئی شکایت کا موقع نہیں دیا، موصوفہ محترمہ ہمیشہ حضور رئیس الحفاظ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں آنے والی پریشانیوں اور دشواریوں میں رفیق سفر رہیں، مشکل اوقات میں

صبر وشکر کے ساتھ، ساتھ دیتی رہیں، مگر افسوس صد افسوس حلم وحیا اور صدق وصفا کا پیکر حضرت رابعہ یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۴۳ھ بمطابق ۵ دسمبر ۲۰۲۱ء کو اپنے مالک حقیقی سے جاملیں۔ موصوفہ کا مقبرہ حضور رئیس العلما کے پائتی سے قدرے پچھم بڑی عیدگاہ لعل گنج میں واقع ہے۔

کیوں نہ برسے قبر میں رحمت خدا کی بے شمار
عابدہ تھی زاہدہ تھی طاہرہ تھی رابعہ

فضیلت علمی

فضل اگرچہ تقوی کے لئے ہے، فرمان باری تعالی ہے: ''اِنَّ اَکرَمَکُم عِندَ اللّٰہِ اَتقٰکُم''۔ **ترجمہ:** بے شک عند اللہ تم میں وہ سب سے مکرم ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔

لیکن فضیلت تقوی بے علم نہیں فرمان باری تعالی ہے: ''اِنَّمَا یَخشَی اللّٰہَ مِن عِبَادِہِ العُلَمَاءُ'' ﴿فاطر۔۲۷،۲۸﴾

۔ **ترجمہ:** اللہ تعالی سے ڈرنے والے اور تقوی اختیار کرنے والے اس کے بندوں میں صرف علما ہیں۔

نیز فرمان باری تعالی ہے: ''وَالَّذِینَ اُوتُوا العِلمَ دَرجٰت'' ﴿المجادلہ ۱۱﴾

ترجمہ: علما کو درجوں بلندی عطا کی گئی۔

فرمان نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ہے: ''**المتعبد بغیر فقه کالحمار فی الطاحون**'' ﴿فتاوی رضویہ یازدھم﴾۔

ترجمہ: بے علم کے عابد بننے والا ایسا ہے جیسے چکی میں گدھا کہ محنت کرے اور اسے کچھ حاصل نہیں۔

اور حدیث پاک میں ہے: ''**وان فضله ورثة الانبیا وان الانبیا لم**

یورثوا دینارا ولادرهما وانما ورثوا لعلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر'' ﴿مشکوۃ شریف، ص ۳۴﴾۔

ترجمہ: بے علم کے عابد پر علم کی فضیلت ایسی ہے جیسے چودھویں کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر اور چونکہ علما، نبیوں کے وارث ہیں، نبیوں نے علما کو سونے چاندی کا وارث نہیں بنایا بلکہ دولت علم کا وارث بنایا، لہٰذا جس نے علم حاصل کیا اس نے خوب پایا۔

اکتساب علم

حضور رئیس الحفاظ نے ابتدائی تعلیم دارالعلوم عثمانیہ سے حاصل کی ابتدائی تعلیم کے اساتذہ کرام کے اسمائے مبارکہ درج ذیل ہیں۔

﴿۱﴾ حضرت حافظ وقاری محمد محمود عالم پورنوی۔
﴿۲﴾ حضرت حافظ وقاری محمد قمر صاحب پورنوی۔
﴿۳﴾ حضرت حافظ وقاری محمد اسحق صاحب دربھنگہ۔
﴿۴﴾ حضرت حافظ وقاری محمد ریاض الدین لعل گنج پورنیہ۔

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ حفظ وقرأت کی اعلیٰ تعلیم کے لئے لکھنؤ روانہ ہوئے، جس میں ڈاکٹر نذیر احمد (مدھورا) آپ کے ہم سفر رہے، جامعہ فرقانیہ لکھنؤ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے داخلہ لیا اور حافظ مہدی رحمۃ اللہ علیہ سے حفظ وقرأت کی اعلی تعلیم حاصل کی جو حافظ بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، بایں وجہ کہ حضور رئیس الحفاظ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں اس حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد کا شاگرد ہوں جس کا جسد مبارک اٹھارہ برس بعد قبر مبارک سے نکالا گیا تو کفن بھی میلا نہیں ہوا تھا۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۶۷ء میں حفظ وقرأت کی تعلیم مکمل کر کے وطن عزیز لعل گنج تشریف لائے۔

درس نظامی

حضور رئیس الحفاظ لکھنؤ سے واپس لعل گنج آنے کے بعد دارالعلوم عثمانیہ میں اپنے والد ماجد حضور رئیس العلما علامہ محمد مسلم رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے درس نظامی کی مکمل تعلیم حاصل کی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سبق ڈاکٹر نذیر احمد ہیں جو بفضلہ تعالیٰ ابھی با حیات ہیں۔

بیعت

حضور رئیس الحفاظ، آل رحمن، ابو البرکات، شبیہ غوث اعظم، مجدد ابن مجدد، تاج الاصفیا و الاتقیا، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حامی سنت، ماحی بدعت، پیکر رشد و ہدایت، تاجدار اہلسنت مفتی اعظم عالم اسلام حضرت العلام مفتی محمد مصطفےٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

خلافت و اجازت

حضور رئیس العلما کے عرس چہلم کے موقع پر ۱۹۸۶ء میں شیخ الاسلام والمسلمین، آل رسول، گوشۂ بتول، المعروف بہ اشرف الاولیا سیدنا سندنا حضور سید مجتبیٰ اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے حضور رئیس الحفاظ کو اور حضور دلکش ملت کو اپنے دست مبارک سے بر سر محفل (جس میں بڑے بڑے علما فضلا بھی شریک تھے) اجازت و خلافت سے نوازا۔

حضور اشرف الاولیا خلافت و اجازت سے نوازنے میں بڑے ہی محتاط تھے، صرف ظاہر پر اکتفا نہیں فرماتے بلکہ باطن کو بھی اپنی فراست ایمانی سے جانچنے، پرکھنے کے بعد اجازت و خلافت سے نوازتے۔

چنانچہ مفتی کلام الدین اشرفی مصباحی صدر شعبۂ افتا ادارہ شرعیہ اترپردیش رائے بریلی ”ماہنامہ اشرف الاولیا نمبر“ میں خلفا و مریدین کا تذکرہ

کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ ”آپ (اشرف الاولیا) کو بیعت و خلافت کے سلسلہ میں رجسٹر رکھنے کی عادت نہیں تھی، اس لئے خلفا و مریدین کی صحیح تعداد نہیں بتائی جاسکتی ہے، تاہم آپ کے مریدین کی تعداد ساڑھے تیرہ لاکھ بتائی جاتی ہے۔ اجازت و خلافت دینے میں بہت ہی محتاط تھے جب تک کسی کے عقیدہ و عمل کے بارے میں اطمینان کامل حاصل نہیں ہو جاتا، اس وقت تک آپ خلافت نہیں عطا فرماتے، آپ کی عادت کریمہ تھی کہ خلافت عطا کرنے کے بعد اس اہم منصب اور عظیم ذمہ داری کو صحیح ڈھنگ سے سنبھالنے اور کردار و عمل کے ذریعہ اس نعمت میں نکھار لانے کی تاکید و ہدایت فرماتے“، بحمدہ تعالیٰ حضور رئیس الحفاظ بچپن ہی سے زہد و تقویٰ کے حامل تھے، ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب آپ اس کا بھی مطالعہ فرمائیں گے۔

مختصر تعارف حضور اشرف الاولیا

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین ابو الفتح اشرف الاولیا حضرت علامہ و مولانا سید شاہ محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ و الرضوان ان عظیم شخصیتوں میں نمایاں نظر آتے ہیں جن کی زندگی خلق خدا کے لئے وقف تھی۔

آپ نے بامقصد زندگی شعور کی بیداری اور احساس ذمہ داری کے ساتھ گزاری، آپ اخلاص کے پیکر تھے فکر و عمل میں خواہش نفس کا عمل دخل ہونے نہیں دیا۔ ظلمت کدہ قلوب و اذہان کو منور کر کے ان کے اندر انقلاب برپا کر دیا۔ اپنے کردار و عمل سے ناقابل تسخیر دلوں کو فتح کر لیا اور ابو الفتح کے لقب سے ملقب ہوئے۔ انسانیت سوز فکر و شعور کا رخ موڑ کر انسانیت ساز ماحول پیدا کیا اور لوگوں کو بہترین راہ پر گامزن کر دیا۔ کاروان حیات کا سالار کارواں بن کر

لوگوں کے دین و ایمان کی حفاظت فرمائی۔ شمالی بنگلا و بھوٹان کی سنگلاخ وادیوں میں علم وحکمت کے چشمے جاری کئے۔ جس کا جیتا جاگتا ثبوت ''مخدوم اشرف مشن''، پنڈواشریف ضلع مالدہ ہے۔ جہاں تشنگان علوم اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔

وصال مبارک حضور اشرف الاولیا

۲۱ ذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۹۸ء بروز جمعہ مبارکہ بوقت ۱۱ بج کر ۳ منٹ پر اپنی جان عزیز آپ نے جان آفریں کے سپرد فرمایا اور اپنی روحانی وعلمی محفلوں کی یادیں لوگوں کے دلوں میں بسا کر سبھوں کو الوداع کہا اور ہمیشہ کے لئے ہماری ظاہری نگاہوں سے روپوش ہوگئے۔ آپ کا مزار پر انوار کچھوچھہ شریف درگاہ رسول پور میں آستانۂ عالیہ سے اتر جانب، نیر شریف کے کنارے زیارت گاہ عام وخاص بنا ہوا ہے اور زائرین اکتساب فیض سے مالامال ہورہے ہیں۔ ﴿اشرف الاولیا نمبر﴾۔

خلفا ومریدین

حضور رئیس الحفاظ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کو خلافت نہیں دی، آپ بہت ہی سادہ مزاج تھے، خود کو گمنام رکھنا ہی پسند فرماتے تھے، آج کے دور میں اگر کوئی خلافت و اجازت سے مشرف ہوتا ہے تو بچہ بچہ جان جاتا ہے کہ فلاں فلاں صاحب کے خلیفہ و مجاز ہیں، لیکن راقم الحروف حضرت کی بارگاہ میں تقریباً تین سال رہا کبھی اس کی بھنک بھی نہیں لگی کہ حضور رئیس الحفاظ حضور اشرف الاولیا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ومجاز ہیں۔

سوائے ایک مریدہ (بی بی شہناز خاتون بنت الیاس ساکنہ مولوی ٹولہ پورنیہ) کے، کسی کو آپ نے اپنے دست حق پرست پر مرید نہیں کیا اگر کوئی مرید ہونے کے لیے آجاتا تو آپ اسے حضور دلکش ملت کے پاس بھیج دیتے یا کسی دوسرے بزرگ کی نشاندہی فرمادیتے کہ فلاں پیر صاحب کے پاس جاؤ ان سے

مرید ہوجانا لیکن خود کسی کو مرید نہیں کرتے یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سادگی تھی۔

فضیلت تقویٰ

اطاعت خداوندی، اتباع سنت رسول، فرائض و واجبات کی پابندی، ارتکاب محرمات سے اجتناب، ترک نفسانیت، آداب شریعت کی محافظت، ظاہر و باطن میں یکسانیت، حقوق العباد کی رعایت اور حسن اخلاق و کردار کے مجموعے کا نام ہے تقویٰ وخشیت ربانی۔

رضائے الٰہی کی طلب وجستجو میں انہماک و استغراق اور بارگاہ مولیٰ میں عتاب وعقاب کے تصور، خوف وسراسیمگی ہی تقویٰ وخشیت ربانی کا وہ جوہری عنصر ہے جو قرآن حکیم کا مطلوب ومقصود ہے۔

تقویٰ اور خشیت، انبیا و مرسلین علیہم السلام کی وراثت ہے اور علمائے کرام وراثت انبیا کے حامل وامین ہیں، رب کائنات ارشاد فرماتا ہے: ''اِنَّمَا یَخشَی اللّٰہُ مِن عِبَادِہِ العُلَمَاءُ'' ﴿۲۸، سورۂ فاطر، پارہ ۲۲﴾۔

ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ ﴿کنزالایمان﴾۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں: اور اس کی صفات کو جانتے اور اس کی عظمت کو پہچانتے ہیں، جتنا علم زیادہ اتنا خوف زیادہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مراد یہ کہ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا خوف اس کو ہے جو اللہ تعالیٰ کے جبروت اور اس کی عزت وشان سے باخبر ہے۔

بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم اللہ عزوجل کی کہ میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور سب سے

زیادہ اس کا خوف رکھنے والا ہوں ﴿خزائن العرفان﴾۔

اولاد آدم کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تمہیں دو طرح کے لباس دیئے ہیں، ایک تو وہ جس سے تم اپنے پوشیدہ اعضا کو چھپاتے ہو اور ایک وہ جس سے تمہارے جسم کی آرائش ونمائش ہوتی ہے۔لیکن ایک لباس ایسا ہے جوان دونون سے بھی اچھا اور بہتر ہے۔

آیت: وَلِبَاسُ التَّقویٰ ذٰلِکَ خَیر۔﴿۲۶،سورہ اعراف،پارہ۸﴾۔

ترجمہ: اور پرہیز گاری کا لباس سب سے بھلا ہے۔﴿کنزالایمان﴾۔

جس طرح دنیوی سفر کے لئے زاد راہ ضروری ہے اسی طرح آخرت کے لئے بھی زاد راہ ضروری ہے۔فرمان الٰہی ہے: وَتَزَوَّدُوا فَاِنَّ خَیرَ الزَّادِ التَّقویٰ۔ ﴿آیت ۱۹۷،سورہ بقرۃ،پارہ ۲﴾۔

ترجمہ: اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ تقوی ہے۔تقوی کے بعض دنیوی واخروی فوائد کا ذکر قرآن میں اس طرح آیا ہے۔اِنَّ اَکرَمَکُم عِندَ اللّٰہِ اَتقٰکُم۔﴿۱۳حجرات﴾۔

ترجمہ: بیشک تم میں اللہ کے یہاں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ تقوی والا ہے۔

وَمَن یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجعَل لَّہٗ مَخرَجًا وَّیَرزُقہُ مِن حَیثُ لَا یَحتَسِب۔

﴿۲طلاق،پارہ۲۸﴾۔

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے، اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا، اور اسے وہاں سے روزی دیگا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔

وَالاٰخِرَۃُ عِندَ رَبِّکَ لِلمُتَّقِین ﴿۳۵،زخرف،پارہ۲۵﴾۔

ترجمہ: اورآخرت تمہارے رب کے پاس ڈرنے والوں کے لئے ہے۔

اِنَّ المُتَّقِینَ فِی جَنّٰتٍ وَّعُیُون۔ ﴿الحجر،۴۰﴾۔

ترجمہ: بے شک ڈرنے والے باغوں اور چشموں میں ہیں۔

تقوی کیا چیز ہے اس کے مراتب کیا ہیں اور متقی کسے کہتے ہیں؟

اس کی کچھ تفصیل بیان کرتے ہوئے سورۂ بقرۃ کی پہلی آیت کریمہ کی تفسیر میں صدرالافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی تحریر کرتے ہیں۔

''ھُدًی لِلمُتَّقِین'' اگرچہ قرآن کریم ہر ناظر کے لئے، عام مومن ہو یا کافر جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا ''ھُدًی لِلنَّاس''،لیکن انتفاع چونکہ اہل تقوی کو ہوتا ہے اسلئے ''ھدی للمتقین'' ارشاد ہوا جیسے کہتے ہیں بارش سبزہ کے لئے ہے یعنی منتفع اس سے سبزہ ہوتا ہے۔اگرچہ برستی کلر وزمین بے گیاہ(بیکار وبنجر) پر بھی ہے۔

تقوی کے کئی معنی آتے ہیں۔نفس کو خوف کی چیز سے بچانا اور عرف شرع میں ممنوعات کو چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا متقی وہ ہے جو شرک وکبائر وفواحش سے بچے۔بعضوں نے کہا متقی وہ ہے جو اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر نہ سمجھے۔بعض کا قول ہے کہ تقوی حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کو ادا کرنا ہے۔بعض کے نزدیک معصیت پر اصرار اور تقوی پر غرور تقوی کا ترک تقوی ہے۔بعض کے نزدیک تقوی یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا۔ایک قول یہ ہے تقوی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کا نام ہے۔ ﴿خازن﴾۔

یہ تمام معنیٰ باہم مناسبت رکھتے ہیں اور مآل کے لحاظ سے ان میں کچھ مخالفت نہیں۔تقویٰ کے مراتب بہت ہیں۔☆ عوام کا تقوی ایمان لا کر بچنا۔☆ متوسطین کا تقوی اوامر ونواہی کی اطاعت۔☆ خواص کا تقوی ہر ایسی چیز کو

چھوڑنا جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے۔ ﴿تفسیر جمل﴾۔

حضرت مترجم (الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا

تقویٰ کی سات قسم ہے۔

﴿۱﴾ کفر سے بچنا۔ یہ بفضلہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حاصل ہے۔

﴿۲﴾ بدمذہبی سے بچنا یہ ہر سنی کو نصیب ہے۔

﴿۳﴾ ہر کبیرہ سے بچنا۔

﴿۴﴾ صغائر سے بچنا۔

﴿۵﴾ شبہات سے احتراز۔

﴿۶﴾ شہوات سے بچنا۔

﴿۷﴾ غیر کی طرف التفات سے بچنا۔ یہ اخص الخواص کا منصب ہے۔

اور قرآن کریم ساتوں مرتبوں کا ہادی ہے۔ ﴿خزائن العرفان﴾۔

تقویٰ کے بارے میں متعدد اقوال اور روایتیں بیان کرتے ہوئے محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ مجھے تقویٰ کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا کیا آپ کبھی کانٹوں والے راستہ پر چلے ہیں؟

فرمایا: ہاں! انھوں نے پوچھا۔ وہاں آپ کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں؟

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ ڈرتا ہوں اور دامن بچا کر چلتا ہوں۔

حضرت کعب نے فرمایا تقوی اسی طرح ہے۔ ﴿ص ۳۷۶، غنیۃ الطالبین﴾۔

حضرت بشر بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ متقی وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے جن میں حرج نہیں۔ تاکہ حرج والی چیزوں میں داخل

ہونے سے محفوظ رہے۔ ﴿ص ۳۷۶، غنیۃ الطالبین﴾۔

حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ تقویٰ شبہات سے بچنے کا نام ہے۔

تقویٰ کی ان تفصیلات کو جاننے کے بعد اب آئیے حضور رئیس الحفاظ کی حیات پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

ڈاکٹر نذیر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضور رئیس الحفاظ بچپن ہی سے زہد و تقوی کے حامل تھے، سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پابند تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حسن اخلاق اور زہد و تقویٰ کو دیکھ کر لوگ آپ کو بچپن سے ہی پیر صاحب کہہ کر بلایا کرتے تھے، خود میں بھی پیر صاحب کہا کرتا تھا۔

نماز کی پابندی

نماز کی اہمیت و فضیلت سے کون مسلمان واقف نہیں! اور اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جتنی اس کی اہمیت و فضیلت ہے اتنی ہی مسلمانوں کو اس سے غفلت ہے، سفر تو سفر حضر میں بھی نماز پڑھنے کے روادار نہیں، مرض تو مرض صحت میں بھی سجدہ کرنے کی پرواہ نہیں، خوف تو خوف بے خوفی میں بھی اس سے سروکار نہیں۔ (الامان والحفیظ) حالانکہ یہ نماز مومن کو متقی بنا دیتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر'' **ترجمہ:** بے حیائیوں اور منکرات سے نماز روکتی ہے۔

تو ظاہر ہے کہ نمازی مومن اور متقی بن گیا۔ حضور رئیس الحفاظ حضر تو حضر سفر میں بھی اور مرض میں بھی نماز ترک نہیں کرتے، بلکہ نماز کا وقت ہوتے ہی سب سے پہلے نماز ادا کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نماز پڑھنے کا انداز بھی نرالا تھا، حافظ و قاری مولانا محمد شافع رضا نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی اپنی جیب میں روپے رکھ کر نماز ادا نہیں کی، آپ فرماتے تھے کہ اس میں تصویر بنی ہوئی ہے،

اسلئے میں اسے اپنے سے دور ہی رکھتا ہوں حالانکہ مسئلہ یہ ہے کہ جیب میں تصویر ہو تو نماز ہو جائے گی، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ دوران نماز روپے پیسے اپنے پاس رکھنا پسند نہیں فرماتے خواہ وہ جیب میں ہی کیوں نہ ہو۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ آپ کے پیر و مرشد قدس سرہ العزیز کے تقویٰ کا عکس تھا۔

حضرت یسین اختر مصباحی دامہ ظلہ العالی لکھتے ہیں:

ایک سفر میں حضور محدث اعظم اور حضور مفتی اعظم بعد نماز عصر مسجد ہی میں بیٹھ گئے۔ کسی نے وہیں آپ حضرات کی خدمت میں چائے پیش کی۔ حضور محدث اعظم مسجد میں ہی بیٹھ کر چائے نوش فرمائی۔ مگر حضور مفتی اعظم چائے کی پیالی لے کر مسجد کے باہر تشریف لے گئے۔ اور چبوترے میں بیٹھ کر چائے نوش فرمائی۔ دیکھنے والوں نے دونوں عظیم ترین علمائے کرام کا عمل دیکھا۔ اور کسی کے پوچھنے پر یا خود اپنی فراست سے حاضرین کے ذہنی تاثر کو بھانپ کر حضور محدث اعظم نے ارشاد فرمایا کہ میں جب مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو اعتکاف کی نیت کر لیتا ہوں۔ اور معتکف کا اندر کھانے پینے میں شرعا کوئی حرج نہیں۔ مفتی اعظم کی بھی یہی نیت اعتکاف تھی مگر انہوں نے تقوی پر عمل کیا۔

نیز لکھتے ہیں کہ مسجد فتح پوری دہلی میں ایک بار حضرت محدث اعظم سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے مسجد کے ایک حجرے میں قیام فرمایا، لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کچھ دیر بعد چائے پیش کی گئی۔ یہ چائے کسی غیر مسلم کے ہاتھوں کی بنی ہوئی تھی۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا حضور! بریلی والے مفتی اعظم تو غیر مسلم کی ہاتھ کی بنی ہوئی چائے نوش نہیں فرماتے ہیں۔ چائے کی پیالی آپ کے سامنے رکھی تھی، آپ نے اپنے مخصوص

انداز میں جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ مفتی اعظم غیر مسلم کے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے نہیں پیتے، یہ ان کا تقوی ہے۔ اور پھر چائے کی پیالی ہونٹ تک لے جاتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اور یہ ان کا فتوی ہے۔ ﴿تین برگزیدہ شخصیتیں﴾۔

مؤخر الذکر واقعہ کو ذہن میں رکھتے ہوئے حضور رئیس الحفاظ کے تقوی کا مطالعہ فرمائیں۔

حضرت مولانا قاری محمد شمعون اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادوں نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی بے نمازی کے یہاں کھانا تناول نہیں فرماتے اور اس کے یہاں بھی کھانا تناول نہیں فرماتے جس کے یہاں بی بی کا اپنے شوہر سے رویہ درست نہ ہو۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بے نمازیوں کے یہاں کھانا اس لئے نہیں کھاتے تھے کیونکہ تارکِ نماز کے لئے سخت وعیدیں آئی ہیں، چنانچہ اللہ جل وعلا نے ارشاد فرمایا:" **كل نفس بما كسبت رهينة الا اصحب اليمين في جنت يتسائلون عن المجرمين ماسلككم في سق قالو لم نک من المصلين و لم نک نطعم المسكين**۔ ﴿سورۃ المدثر﴾۔

ترجمہ: ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے مگر دہنی طرف والے باغوں میں پوچھتے ہیں مجرموں سے تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہیں دیتے تھے۔ ﴿کنزالایمان﴾۔

اور حضور پر نور سرکار مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے تارکین نماز کے منھ کالے کئے جائیں گے اور جہنم میں ایک وادی لم لم کہا جاتا ہے، اس میں سانپ رہتے ہیں، ہر سانپ اونٹ جتنا موٹا اور ایک ماہ کے سفر کے برابر طویل ہوگا وہ بے نمازی کو ڈسے گا اور اس کا زہر ستر سال تک

بے نمازی کے جسم میں جوش مارتا رہے گا پھر اس کا گوشت گل جائے گا۔

میں نے ما سبق میں ذکر کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز کے بے حد پابند تھے، فرائض تو فرائض آپ رحمۃ اللہ علیہ طالب علمی کے زمانہ میں بھی تنہائی میں کثرت سے نوافل ادا فرماتے۔ ﴿راوی حضرت مولانا وقاری محمد شمعون صاحب قبلہ﴾۔

اور حضرت حافظ شہباز صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک بار آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت سخت علیل ہوگئی، جمعہ کا دن تھا، پورنیہ میں ڈاکٹر کے یہاں لے جایا گیا اور اب جمعہ کا وقت ہونے والا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بیماری کی حالت میں بھی سخت لہجہ میں فرمایا ’’تمہیں پتا نہیں جمعہ کا وقت ہونے والا ہے مجھے اکیلا چھوڑ دو اور تم لوگ جا کر نماز جمعہ ادا کرو!‘‘ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود بھی کبھی نماز قضا نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی سختی سے تاکید کرتے کہ نماز کبھی نہ چھوڑو! راقم الحروف نے خود دیکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی شخص دعا تعویذ کے لئے آتا تو آپ اس سے پوچھتے کیا نماز پڑھتے ہو؟ اگر وہ کہتا نہیں تو آپ اس سے فرماتے جاؤ آج سے نماز شروع کرو ان شاء اللہ عزوجل تمہارا جائز مقصد پورا ہو جائے گا۔

کر جوانی میں عبادت کاہلی اچھی نہیں
جب بڑھاپا آگیا تو بات بن پڑتی نہیں

اور جس کی بی بی کا شوہر سے رویہ درست نہ ہو، اس کے یہاں اس لئے کھانا تناول نہیں فرماتے، کیونکہ اس پر فرشتوں کی بے شمار لعنتیں برستی ہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ جو عورت اپنے خاوند کے گھر سے نکلی تو جب تک وہ واپس نہ آئے اور توبہ نہ کرے اس پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں ﴿نزہۃ الناظرین ص ۱۴۸﴾۔

اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کا حاکم بنایا ہے اور مرد کو بڑی فضیلت عطا کی ہے لہٰذا بی بی کا فرض ہے کہ وہ خاوند کا حکم مانے اور ہر شرعی مسئلہ میں اس کی تابعدار

ی کرے۔ بلکہ عورت کے لئے اپنے شوہر کو راضی رکھنا بہت بڑی نیکی اور ثواب ہے۔ لہٰذا بیوی ہر لحاظ سے خاوند کی اطاعت کرے اور اس کے حقوق میں ہرگز کوتاہی نہ کرے بلکہ خود تکلیف اٹھا کر اپنے خاوند کو آرام پہنچانے کی کوشش کرے۔

مسند احمد میں ہے ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو سرکار ﷺ نے پوچھا کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں، تو پھر دریافت فرمایا کہ تو اپنے خاوند کے ساتھ کیسی ہے؟ عرض کی خدمت کے لئے کوشش کرتی ہوں، مگر جو میرے بس میں نہیں ہوتا، فرمایا تیرا خاوند تیری جنت بھی ہے اور دوزخ بھی یعنی اگر تو خاوند کو راضی رکھے گی تو جنت پہنچ جاؤ گی اور اگر خاوند راضی نہ رہا تو جہنم پہنچ جاؤ گی۔

زمین ہڑپ لینے والے کا دیا ہوا اندرانہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادے حضرت حافظ شہباز صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پورنیہ راجا باڑی کے ایک شخص نے دعوت دی آپ اس کے یہاں تشریف لے گئے، وہاں میلاد شریف کا پروگرام تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ بعد میلاد النبی ﷺ واپس تشریف لانے لگے تو آپ کے معتقدین آپ سے ملنے کے لئے آئے اور انھوں نے ذکر کیا کہ صاحب خانہ نے دوسرے کی زمین پر اپنا گھر بنایا ہے آپ سنتے ہی گھر تشریف لائے اور اس کا دیا ہوا اندرانہ اور شیرینی الماری کے اوپری حصہ میں رکھ دیا جب صبح ہوئی تو میں (بچپنے کے زمانے میں) کھانے کے لئے کچھ ڈھونڈ رہا تھا میری نظر شیرینی پر پڑ گئی، میں اٹھا کر کھالیا، جب ابا حضور کو پتہ چلا تو مجھے بلایا اور مجھے سخت لہجہ میں کہا کہ تم نے بلا اجازت شیرینی کھالی! تمہیں پتہ ہے وہ ایک ایسے انسان کے یہاں کی شیرینی ہے جس نے دوسرے کی زمین پر اپنا گھر بنایا ہے، حافظ شہباز صاحب نے بیان کیا کہ ابا حضور کا لہجہ اتنا

سخت تھا کہ میری آنکھوں سے آنسو نکل کر رخسار پر ٹپکنے لگے اور جو نذرانہ تھا لعل گنج کا ایک غیر مسلم شخص جس کا نام ڈوما تھا اسے دے دیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ میں یہ اعلیٰ درجہ کا تقوی ہے کیونکہ یہ مال مشکوک تھا مال حرام نہیں ایسا نہیں ہے جو دوسرے کی زمین پر گھر بنائے اس کا دگر مال بھی حرام ہو جائے، البتہ یہ ضرور کہا جا سکتا ہے جس شخص نے گھر بنانے میں شریعت کو ملحوظ نہیں رکھا، اس سے یہ امید نہیں رکھی جا سکتی ہے کہ وہ مال کمانے میں شریعت کو ملحوظ رکھے گا، اس لئے یہ مال مشکوک ہوا اور مال مشکوک کو چھوڑ دینا ہی تقویٰ ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اولاد کی پرورش صرف مال حلال سے کی مال حرام تو کجا مال مشکوک کا بھی اختلاط ہونے نہ دیا۔ اس سے ان حضرات کو بھی سبق حاصل کرنا چاہئے جو مال کمانے میں مشکوک تو دور کی بات ہے حلال و حرام کی بھی تمیز نہیں کرتے، بس جو آیا سمیٹتے جاتے ہیں، عوام تو عوام اس وبا میں بعض خواص بھی ملوث ہیں، ایسوں کے لئے فرمان الٰہی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا۔

﴿سورۃ النسا آیت ۲۹﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ، مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی کا ہو اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔ ﴿کنز الایمان﴾۔

اس آیت کے معنی میں اختلاف ہے لہٰذا اسے سود، جوا، غصب، چوری، خیانت، جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسم کھا کے مال ہتھیانے کے معنی میں لیا گیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے، اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو

انسان ناحق حاصل کر لیتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے ایک دوسرے کے یہاں کچھ پینا بھی ممنوع سمجھ لیا، تب سورۂ نور کی یہ آیت نازل ہوئی ''تم پر کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ تم اپنے گھروں سے اور اپنے والدین کے گھروں سے کھاؤ'' اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد غلط بیع ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت محکمات میں سے ہے، جس کا حکم قیامت تک باقی رہے گا، اس سے مراد یہ ہے کہ ناحق طریقہ سے کھانا ہر اس چیز کو شامل ہے جو غلط طریقے سے حاصل کی جائے، چاہے وہ ظلم کر کے کی جائے جیسے غصب، خیانت اور چوری وغیرہ، یا لہو ولعب سے حاصل کی جائے جیسے جوا یا کھیل وکود کے ذریعہ سے حاصل کریں یا مکر و دھوکہ سے حاصل کی جائے۔ جیسے: ناجائز طور پر خرید وفروخت کی جائے البتہ جائز طریقے پر بول کر ایک کاغذ ایک ہزار روپے میں بھی بیچنا جائز ہے۔ ﴿فتاوی رضویہ شریف﴾

طبرانی کی حدیث ہے: کہ اس کے لئے خوش خبری ہے جس کا کسب عمدہ، باطن صحیح، ظاہر باعزت اور لوگ اس کے شر سے محفوظ ہوں، اسے خوش خبری ہو جس نے علم کے ساتھ عمل کیا، زائد مال راہ خدا میں خرچ کیا اور غیر ضروری باتیں کرنے سے اجتناب کیا۔

تلاوت قرآن مجید

حضرت حافظ شہباز صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر چھ دن یا اس سے کم ہی میں ایک ختم قرآن شریف پڑھ لیتے، صبح بعد نماز فجر تین یا پانچ پارہ قرآن شریف تلاوت کئے بغیر آپ کچھ کھاتے نہیں تھے حتی کہ دوائی بھی جس کا کھانا ڈاکٹر کے مطابق آپ کے لئے کھانا ضروری ہوتا۔

تسمیہ کی فضیلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم کے فوائد وفضائل بے شمار ہیں، جن میں سے کچھ تحریر کئے جاتے ہیں:

ایک: یہ کہ قرآن پاک کی کنجی ہے بلکہ ہر دنیوی اور دینی جائز کام کی بھی کنجی ہے کہ جو کام اس کے بغیر کیا جائے ناقص رہتا ہے۔

دوسرا: یہ کہ صاحب تفسیر روح البیان شریف نے بسم اللہ کے ماتحت ایک حدیث نقل فرمائی کہ جب حضور علیہ السلام معراج میں تشریف لے گئے اور جنتوں کی سیر فرمائی۔ تو چار نہریں ملاحظہ فرمائیں۔ ایک پانی کی، دوسری دودھ کی، تیسری شراب کی اور چوتھی شہد کی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ نہریں کہاں سے آرہی ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ مجھے اس کی خبر نہیں، دوسرے فرشتے نے آکر عرض کی ان چاروں کا چشمہ میں دکھاتا ہوں۔ ایک جگہ لے گیا، وہاں ایک درخت تھا جس کے نیچے ایک عمارت بنی ہوئی تھی اور دروازے پر قفل پڑا ہوا تھا اور اس کے نیچے سے یہ چاروں نہریں نکل رہی تھیں۔ ارشاد فرمایا دروازہ کھولو! عرض کی اس کی چابی میرے پاس نہیں بلکہ آپ کے پاس ہے یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ پڑھ قفل کو ہاتھ لگایا دروازہ کھل گیا، اندر جاکر ملاحظہ فرمایا کہ اس عمارت میں چار ستون ہیں اور ہر ستون پر بسم اللہ لکھی ہے اور بسم اللہ کی میم سے پانی جاری ہے، اب اللہ کی ہ سے دودھ جاری ہے، رحمن کی میم سے شراب اور رحیم کی میم سے شہد۔ اندر سے آواز آئی اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی امت میں سے جو شخص بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے گا۔ وہ ان چاروں کا مستحق ہوگا۔

تیسری: یہ ہے کہ تفسیر کبیر شریف میں اسی بسم اللہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ

فرعون نے خدا کے دعوے سے پیشتر ایک مکان بنایا تھا، اور اس کے بیرونی دروازے پر بسم اللہ لکھی تھی جب دعوی خدائی کیا اور موسی علیہ السلام نے اس کو تبلیغ اسلام کی اور اس نے قبول نہ کی تو موسی علیہ السلام نے اس کے حق میں بددعا کی وحی آئی اے موسی علیہ السلام! یہ ہے تو اس قابل کہ اس کو ہلاک کر دیا جائے لیکن اس کے دروازے پر بسم اللہ لکھی ہوئی ہے، جس کی وجہ سے عذاب سے بچا ہوا ہے، اسی وجہ سے فرعون پر گھر میں عذاب نہ آیا۔ بلکہ وہاں سے نکال کر دریا میں ڈبویا گیا۔ سبحان اللہ جب ایک کافر کا گھر بسم اللہ کی وجہ سے عذاب سے بچ گیا تو اگر کوئی مسلمان اپنے دل وزبان پر لکھ لے تو کیوں نہ عذاب الٰہی سے محفوظ رہے۔

﴿ماہنامہ قادریہ از مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ﴾

بسم اللہ شریف کے ان فضائل کو جاننے کے بعد اب آیئے حضور رئیس الحفاظ کی حیات مبارک پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

ڈاکٹر نذیر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضور رئیس الحفاظ کے ساتھ میں تقریبا پچیس تیس سال رہا لیکن میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے بغیر بسم اللہ شریف پڑھے کسی کام کو انجام دیا یا کسی کو کرنے دیا آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر پابند شرع تھے کہ خود راقم الحروف آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں تقریبا تین سال رہا لیکن کبھی نہیں دیکھا کہ بغیر بسم اللہ پڑھے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کام کو انجام دیا بلکہ کسی کو لوٹا بھی دیتے تو فرماتے پڑھو بسم اللہ الرحمن الرحیم جب سامنے والا پڑھ لیتا پھر آپ اس کے ہاتھ میں لوٹا دیتے، یہ صرف میں نے ایک مثال پیش کی ہے ورنہ ہر کام میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی معمول تھا اور تادم اخیر اس کے پابند رہے۔

تیمم کی پابندی

حدیث: صحیحین میں ابوجہیم بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے

نبی ﷺ بیر جمل (مدینہ منورہ میں ایک مقام کا نام ہے) کی جانب سے تشریف لا رہے تھے، ایک شخص نے حضور کو سلام کیا اس کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ ایک دیوار کی جانب متوجہ ہو گئے اور منھ اور ہاتھوں کا مسح فرمایا پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔ ﴿صحیح البخاری، کتاب الطھارۃ، باب التیمم فی الحضر﴾

حضور صدر الشریعہ، بدر الطریقہ علامہ **امجد علی اعظمی** رحمۃ اللہ علیہ بہار شریعت میں اس حدیث شریف کے تحت مسئلہ تحریر کرتے ہیں۔

مسئلہ: سلام کا جواب دینے یا درود شریف وغیرہ وظائف پڑھنے یا سونے یا بے وضو مسجد میں جانے یا زبانی قرآن پڑھنے کے لئے تیمم جائز ہے اگر چہ پانی پر قدرت ہو۔ ﴿ص۳۵۱ مکتبۃ المدینہ﴾

اس شرعی مسئلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

حضور رئیس الحفاظ ہمیشہ باوضو رہتے تھے اور کثرت سے درود شریف کا ورد کیا کرتے تھے، جب آپ کا وضو ٹوٹ جاتا فوراً آپ تیمم کر لیتے پھر وضو کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ باضابطہ اپنے ساتھ تھیلی میں پاک مٹی رکھتے تھے اور وضو سے پہلے تیمم کرتے اور پھر وضو کرتے۔ المختصر آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ باطہارت رہتے، حدث اکبر تو کجا آپ حدث اصغر کے بعد بھی سے بھی پاک رہنے میں مواظبت فرماتے، کیونکہ اللہ جل وعلا ارشاد فرماتا ہے: ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین

ترجمہ: بے شک اللہ پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔ ﴿کنز الایمان﴾

حسن اخلاق

اسلامی تعلیمات میں حسن اخلاق، حسن سلوک کو بڑی اہمیت وفضیلت حاصل ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بعثت لاتمم

مکارم الاخلاق" مجھے حسن اخلاق کو مکمل اور تام کرنے کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا "اکمل المؤمنین ایمانا احسنھم خلقا" اس مومن کا ایمان سب سے زیادہ کامل جس مومن کا اخلاق سب سے اچھا۔

اسلام کی سنہری تاریخ شاہد ہے، شرق تا غرب، شمال تا جنوب اسلام کے وسیع سے وسیع تر ہونے کی وجہ حسن اخلاق اور حسن سلوک ہے، حضرات صوفیہ کرام علیہم الرضوان جہاں تشریف لے گئے اپنے حسن اخلاق سے غیروں کو ایسا گرویدہ بناتے گئے کہ رہزن رہنما بن گئے۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

صحبت، ماحول، تعلیم وتربیت کی تاثیر پر سب کا اتفاق ہے۔ (الا ماشاء اللہ) اس لئے قرآن پاک نے "یٰٓاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُونُوا مَعَ الصّٰدِقِینَ" سے اچھوں اور سچوں کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور رسول ﷺ نے اپنے فرمان "ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ وینصرانہ او یمجسانہ"

ترجمہ: ہر ایک بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

سے بروں کی صحبتوں سے پرہیز کرنے اور بچنے کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور بزرگوں کے اقوال واعمال اس پر ناطق ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

ان تمام تفصیلات کی روشنی میں حضور رئیس الحفاظ رحمۃ اللہ علیہ کے حسن اخلاق

پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑوں سے محبت اور چھوٹوں پر شفقت کرتے، مہمان نوازی میں ہمیشہ سبقت کرتے غریبوں کی مدد کرتے، ٹوٹے دلوں کو جوڑتے، مجبوروں کی روداد سنتے، اس کا حل نکال کر دیتے اور سب سے خندہ پیشانی سے ملتے۔

چنانچہ ڈاکٹر نذیر احمد (مدھورا) نے مجھ سے بیان کیا کہ میری پورنیہ میں نوکری لگی، سولہ ماہ تک مجھے اجرت نہیں ملی، میں ایک مرتبہ حضور رئیس الحفاظ سے ملاقات کے لئے گیا، میری جیب خالی تھی، مجھے گھبراہٹ ہو رہی تھی، میں گھر کیسے جاؤں گا، اس وقت پورنیہ سے کٹیہار کا کرایہ دو روپے، تھا جب میں اٹھ کر واپس آنے لگا تو حضرت نے بلا کر میری جیب میں کچھ روپے رکھ دیئے۔ ایسا پچاسوں مرتبہ ہوا کہ حضرت میری جیب میں روپے رکھ دیتے اور مجھے اس کی ضرورت بھی ہوتی۔

نیز انہوں نے بیان کیا کہ میں حضرت کے ساتھ تقریباً پچیس تیس برس رہا لیکن کبھی آپ کی زبان سے نازیبا کلمات نہ سنے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غریب سے غریب شخص دعوت دیتا تو آپ ان کے یہاں تشریف لے جاتے۔ چنانچہ حافظ شہباز صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ محمد شہادت ابن کرامت حسین پورنیہ مولوی ٹولہ کے یہاں تشریف لے جاتے حالانکہ ان کا گھر پھوس کا بنا ہوا تھا، اگر بارش ہوتی تو گھر کے تمام لوگ ایک جگہ کھڑے ہوجاتے، کیونکہ گھر میں پانی ٹپکتا تھا، صاحب خانہ نے آپ سے درخواست کی حضرت بڑا خستہ حال ہوں رہنے کے لئے معقول گھر نہیں ہے، حضرت دعا فرمادیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا اللہ جل وعلا پر توکل کرو شہادت! ان شاء اللہ تعالیٰ دیکھنا ایک دن سب ٹھیک ہوجائے گا، بفضلہ تعالیٰ اس وقت ان کے پاس کثیر مال و دولت ہے، جو وہ چاہتے تھے اللہ جل وعلا

نے ان کو عطا فرمایا۔ ایسے ہی محمد ناظم ہپلا کٹیہار کا بھی معاملہ تھا آج ان کے بھی گھر میں خوشحالی ہے اللہ جل وعلا نے انہیں بھی مال و دولت سے نوازا ہے۔

خدمت خلق

عبادت محض نماز، روزہ، زکوۃ، حج کا نام نہیں ہے بلکہ عبادت اطاعت الہی کا نام ہے اور اطاعت الہی میں حقوق اللہ حقوق العباد دونوں شامل ہیں۔

فرمان الہی ہے: الیس البر ان تولوا وجوھکم الخ۔

﴿سورہ بقرۃ آیت ۱۷۷﴾۔

ترجمه: کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو ہاں اصل نیکی یہ ہے کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھوڑانے میں۔ ﴿کنزالایمان﴾۔

مذکورہ آیت کریمہ خدمت خلق کی اہمیت وفضیلت پر روشن دلیل ہے، جس میں اللہ کی محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں وغیرہم کی حاجت پوری کرنے کو قرآن نے اصل نیکی بتایا۔

خدمت خلق کی اہمیت وفضیلت پر چند احادیث کریمہ درجہ ذیل ہیں۔

حدیث شریف حضرت انس اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال یعنی کنبہ ہے، پس اللہ تعالیٰ کو ساری مخلوق میں زیادہ محبت اس شخص سے ہے جو اس کی عیال (مخلوق) کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہو۔ اسی طرح احادیث مبارکہ میں خدمت خلق کے بے شمار فضائل ہیں، خواہ وہ کسی کے لئے کسی بھی طرح کی اور کتنی ہی معمولی خدمت کیوں نہ ہو اس کی معمولی خدمت کی توفیق بھی بہت بڑی سعادت بلکہ

نجات کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے قیامت کے دن جب علما و صلحا اور ابرار و اخیار کے جنت والے راستے میں اہل دوزخ (مراد فاسق وگنہگار مسلمان) صف بنا کر کھڑے کئے جائیں گے، اس وقت ان کے پاس سے ایک جنتی گزرے گا تو ایک دوزخی کہے گا: اے فلاں! کیا تو مجھے جانتا نہیں؟ میں وہی ہوں جس نے تجھے ایک مرتبہ پانی پلایا تھا، اور انہیں میں سے ایک کہے گا، میں وہ ہوں جس نے تجھے ایک مرتبہ وضو کے لئے پانی پیش کیا تھا (یعنی دوزخی اپنی خدمت کا حوالہ دے گا تو اس پر وہ جنتی خدمت کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس خدمت کرنے والے کے لئے شفاعت کرے گا اور اس کو جنت میں داخل کرا دے گا)۔

خدمت خلق خدا کرنا اسلام کی روح اور ایمان کا تقاضا ہے، ایک بہترین مسلمان کی یہ خوبی ہے، کہ وہ ایسے کام انجام دے جو دوسرے انسان کے لئے مفید اور نفع بخش ہوں، اس اصل نیکی کے ذریعہ صرف لوگوں میں عزت و احترام نہیں بلکہ اللہ جل وعلا کی بارگاہ صمدیت میں اعلیٰ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ پس شفقت ومحبت، رحم وکرم، خوش اخلاقی، غم خواری، غم گساری، خیر وبھلائی، ہمدردی، عفو ودرگزر، حسن سلوک، صلہ رحمی، امداد واعانت اور خدمت خلق ایک بہترین انسان کی وہ عظیم صفات ہے کہ جن کی بدولت وہ دنیا وآخرت میں کامیاب اور سرخ رو ہو جاتا ہے۔

اب آئیے ان تفصیلات کی روشنی میں حضور رئیس الحفاظ کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سراپا خادم خلق خدا تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضور رئیس العلما کی وفات ۱۹۸۶ء میں ہوئی، اس کے بعد سے تادم اخیر دارالعلوم عثمانیہ لعل گنج میں بحیثیت ناظم آپ نے سارا کام انجام دیا، مدرسین کی تنخواہ کا انتظام، طلبہ کے

کھانے پینے، رہنے سہنے کا انتظام از خود کرتے، حتی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ درس وتدریس کا کام خود بھی انجام دیتے، شریعت کی پاسداری کرتے ہوئے نظامت سنبھالنا کتنی بڑی ذمہ داری ہے، یہ کوئی مدرسہ کا ناظم ہی بتا سکتا ہے، خصوصی طور پر ہمارا علاقہ ایک ایسا علاقہ ہے جہاں پر آمدنی کے ذرائع بہت کم ہیں، اس حالت میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شریعت کی راہ سے اپنے قدم کو ہٹنے نہ دیا بلکہ اگر کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رمضان شریف کے مہینے میں طلبہ کے لئے کچھ پیش کرتا تو بعد رمضان شریف وہ چیز ہو بہو طلبہ کو دے دیتے، چنانچہ جس وقت میں دارالعلوم عثمانیہ میں زیر تعلیم تھا اس وقت کی بات ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رمضان شریف میں کسی شخص نے تقریبا سات سو روپے دیا تھے یہ کہہ کر کہ اس سے طلبہ کو گوشت خرید کر کھلا دیجئے گا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس روپے کو ویسے ہی رکھ دیا، جب بعد رمضان شریف مدرسہ کھلا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہی روپے نکال کر دیئے اور فرمایا یہ رمضان شریف میں فلاں شخص نے دیا تھا، طلبہ کو گوشت کھلانے کے لئے لے جاؤ! اس سے گوشت خرید لاؤ! اور ایک روپے بھی نہ بچانا، خاص طور پر اس کی تاکید فرماتے کہ ایک روپے بھی بچنے نہ پائے، آپ کے شہزادے حافظ شہباز اور شاکر رضا صاحبان نے مجھ سے بیان کیا کہ یہ آپ کا معمول تھا کہ جو پیسہ جس کام کے لئے ہوتا ہو بہو وہی پیسہ اسی کام میں لگاتے اور اس کی تاکید فرماتے اس سے ایک روپے بھی بچنے نہ پائے۔ اس سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ حقوق العباد کے ادا کرنے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کی ذات بابرکت مرجع مخلوق خدا تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ جہاں تشریف لے جاتے خلق خدا کی بھیڑ لگ جاتی، کوئی دعا کرانے کے لئے آتا تو کوئی تعویذ کے لئے آتا اور کوئی آپ کے چہرۂ مبارک کی زیارت کرنے کے لئے آتا گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ سرزمین لعل گنج پورنیہ کی شمع تھے، جسے دیکھ کر پروانے خود بخود کھنچے

چلے آتے تھے اور آپ سب کی سنتے، جو دعا کے لئے آتا اس کے لئے دعا فرماتے، جو تعویذ کے لئے آتا اسے تعویذ دیتے، جو اپنا دکھ درد سناتا اس کی مالی مدد بھی کرتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا تعویذ کے لئے ایک دن مخصوص کر رکھا تھا اور وہ دن اتوار کا تھا، اس لئے آپ کہیں تشریف نہیں لے جاتے بلکہ مدرسہ میں رہ کر آنے والے کی حاجت پوری کرتے، خلق خدا کی صبح سے شام تک بھیڑ لگی رہتی تھی اور جو مسلمان آپ کے پاس آتا آپ اسے سختی سے نماز کی تاکید کرتے اور مسلمان کو ہی تعویذ دیتے کبھی آپ نے غیر مسلم کو تعویذ نہیں دیا بس شہد، تیل، یا پانی میں دم کر کے دے دیتے اور اللہ جل وعلا کا خاص فضل و کرم ہوتا کہ اسی سے کام ہو جاتا حضرت الحاج حافظ و قاری مولانا محمد شافع رضا صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک غیر مسلم آپ رحمۃ اللہ علیہ سے تعویذ لینے کے لئے اصرار کرنے لگا آپ نے اس سے فرمایا اگر تم ایک لاکھ روپے بھی میرے پاس رکھ دو تو بھی میں تمہیں تعویذ نہیں دوں گا۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لاکھوں تعویذ لکھ کر خلق خدا کی خدمت کی لیکن آپ نے کبھی کسی سے ایک روپے کی بھی مانگ نہیں کی بلکہ فی سبیل اللہ اس کام کو انجام دیا، یہی وجہ تھی کہ کوئی نامراد نہیں لوٹتا بلکہ اپنی مراد پالیتا تھا۔

گونگا ٹھیک ہو گیا

چنانچہ حضرت حافظ شہباز صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حکیم حافظ شیث صاحب حفظہ اللہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مریض کو لائے، جو آسیبی خلل کی وجہ سے گونگا ہو گیا تھا، بولتا کچھ نہیں تھا، صرف ہانپتا تھا، آپ نے اس پر دم فرمایا اور جو آپ کا معمول تھا، اس کے مطابق آپ نے کام کر کے دیا اور اسے بھیج دیا مریض کے ساتھ آنے والوں نے کہا کہ وہ ابھی گھر بھی نہیں پہنچا تھا کہ مریض ٹھیک ہو گیا اور بولنے لگا۔

لڑکا پیدا ہوا

حضرت حافظ و قاری مولانا محمد شافع صاحب نے مجھ سے بیان کیا اور ان سے اکبر کی والدہ نے: کہ اس کا کوئی لڑکا نہیں تھا وہ حضور رئیس الحفاظ کے پاس آئی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنے معمول کے مطابق دعا تعویذ کر کے دیا تو اس کا لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اکبر رکھا۔ (فریانی شری نگر پورنیہ کی وہ رہنے والی ہے)۔

ایسے ہی مکھیا محمد ذاکر حسین مدھورا کٹیہار نے بم بم گیرا باڑی موسی پور ایک غیر مسلم کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لائے، اس کی سات لڑکی تھی تو اس نے لڑکے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی تو اللہ جل وعلا نے اسے سات لڑکی پر ایک لڑکا عنایت فرمایا۔

ایسے ہی سدھوبل پورنیہ کا ایک شخص آیا تو نو لڑکی پر اس کو ایک لڑکا ہوا، حافظ بدرالدین مٹیا پورنیہ کا تین لڑکی پر ایک لڑکا ہوا۔

﴿مؤخر الذکر تینوں واقعہ کے راوی حضرت شافع حضرت شہباز اور شاکر رضا حفظہم اللہ ہیں﴾۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جوٹھے کا اثر

حافظ شافع صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت رئیس الحفاظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دعا تعویذ کے لئے عبدالرزاق (گٹھورا کٹیہار) آئے اس کو تقریبا ڈیڑھ مہینے سے ہچکی کی بیماری تھی (یہ ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے انسان ایک پل بھی چین سے جی نہیں پاتا ہے کیونکہ ہچکی ہر ایک دو سیکنڈ میں پریشان کرتی ہے) وہ آ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ میں بیٹھا وہاں پر چائے کی پیالی رکھی ہوئی تھی جس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چائے پی کر رکھا تھا اور اس میں تھوڑی سی چائے بھی بچی ہوئی تھی مریض عبدالرزاق نے اسے اٹھا کر پی لیا اور پیتے ہی اسے شفا مل گئی

ہچکی بند ہوگئی۔ (اس واقعہ کے راوی حضرت حافظ شہباز صاحب اور محمد شاکر صاحب حفظہمااللہ بھی ہیں)۔

یہ تو ظاہری حیات کے واقعات ہیں لیکن بعد وصال بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان کم نہیں ہوا بلکہ اور بڑھ گیا۔

چنانچہ مولانا محمد مظفر حسین صاحب اور محمد شاکر رضا صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ۲۰۱۹ء میں گیریا پورنیہ سے ایک مریض آیا جس کی آواز سات روز سے بند تھی وہ بول نہیں سکتا تھا اگر کچھ کہنا ہوتا تو وہ لکھ کر دیتا اس کے گھر والوں نے اس کو مدرسہ عثمانیہ لعل گنج لایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ نے اسے تعویذ وغیرہ دے کر حضرت کے مزار مبارک پر بھیج دیا کہتے ہیں اللہ جل وعلا نے اسے شفا عطا فرمائی اور وہ بولنے لگا۔

ایسے ہی چونا پور پورنیہ کا ایک شخص ۲۰۲۱ء میں آیا اس کی آواز چوبیس گھنٹے سے بند تھی، حسب معمول اسے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر بھیج دیا، بحمدہ تعالیٰ وہ بھی صحت یاب ہوگیا اور بولنے لگا۔

ایسے بہت سارے واقعات ہیں جن کو لکھنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔

آپ حضور رئیس الحفاظ کے مشہور تلامذہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ جامعہ فرقانیہ لکھنؤ سے واپسی کے بعد اپنے والد ماجد حضور رئیس العلما سے درس نظامی کی تعلیم حاصل کی، بعد تکمیل تعلیم آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تادم اخیر دار العلوم عثمانیہ میں درس و تدریس کا کام انجام دیا، آپ کے تلامذۂ کرام کی فہرست بہت لمبی ہے یہاں پر چند تلامذۂ کرام کے اسمائے مبارکہ ہم قارئین کرام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

﴿۱﴾ حضرت مولانا محمد شفیق صاحب (ڈھیروا پورنیہ)۔

﴿۲﴾ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب (ڈھیروا پورنیہ)۔

﴿۳﴾ حضرت مولانا محمد منظور صاحب (کھنوا پورنیہ)۔

﴿۴﴾ حضرت حافظ وقاری محمد منہاج صاحب (لعل گنج پورنیہ)۔

﴿۵﴾ حضرت قاری محمد شمیم عالم صاحب (لعل گنج پورنیہ)۔

﴿۶﴾ حضرت حافظ وقاری محمد شاہ جہاں (ملکی پورنیہ)۔

﴿۷﴾ حضرت مولانا محمد آفاق عالم امجدی (پورنیہ)۔

﴿۸﴾ حضرت حافظ وقاری مولانا محمد مسعود عالم صاحب (جھڑوا پورنیہ)۔

﴿۹﴾ حافظ بے مثال حضرت حافظ وقاری ڈاکٹر محمد شفیع اختر (پورنیہ)۔

﴿۱۰﴾ حضرت مولانا محمد انعام الحق صاحب (پورنیہ)۔

﴿۱۱﴾ حضرت حافظ وقاری محمد شکیل صاحب (بی پور پورنیہ)۔

﴿۱۲﴾ حضرت حافظ وقاری محمد مقیم صاحب (پورنیہ)۔

﴿۱۳﴾ حضرت حافظ وقاری محمد امیر الدین صاحب (پورنیہ)۔

﴿۱۴﴾ حضرت حافظ وقاری محمد صادق (نیپال)۔

﴿۱۵﴾ حضرت حافظ محمد شارق صاحب۔

﴿۱۶﴾ حضرت حافظ عبد الحمید (بگرم پٹی پورنیہ)۔

﴿۱۷﴾ حضرت حافظ محمد حبیب الرحمن صاحب۔

﴿۱۸﴾ حضرت حافظ فضل ربی (کمہاری پور)۔

﴿۱۹﴾ حضرت حافظ محمد بدر الدین صاحب (مٹیا پورنیہ)۔

﴿۲۰﴾ حضرت حافظ محمد شکیل الرحمن صاحب (ڈکلیتا)۔

﴿۲۱﴾ حضرت حافظ وقاری محمد عالم صاحب (جعفر گنج کٹیہار)۔

﴿۲۲﴾ حضرت مولانا محمد اسرائیل صاحب (بن بھاگ)۔

《۲۳》حضرت حافظ وقاری محمد ابوالکلام صاحب (بنگال)۔

《۲۴》حضرت مولانا محمد ریاض صاحب (ملکی)۔

《۲۵》حضرت مولانا محمد خلیل صاحب قبلہ۔

جو آپ نے چاہا وہی ہوا

حافظ محمد شہباز صاحب نے مجھ سے بیان کیا ۲۰۱۴ء رمضان شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت علیل ہوگئی ہم لوگ حضرت کو لے کر کلکتہ گئے، وہاں کے ڈاکٹر نے دیکھ کر دوائیاں دیں، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آرام نہیں ہوا اس کے بعد ہم لوگوں نے حضرت کو دہلی لے جانے کا مشورہ کیا اور شوال المکرم کے مہینے میں تقریباً عید کے دس دن بعد کٹیہار لے گئے اور وہاں سے راجدھانی اکسپریس کے ذریعہ دہلی پہنچے، دوسرے دن جے، بی پینتھ ہاسپیٹل میں ڈاکٹر کو دکھایا، اس نے دیکھ کر دوائیاں لکھ دیں اور کہا ہارٹ اسٹینٹ (Heart stent) لگانا ہوگا دو مہینے بعد لے آئیے پھر ہم لوگ حضرت کو لے کر گھر واپس آگئے اور اس دو مہینے کے اندر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دوائیاں چلتی رہیں، جب دو مہینے مکمل ہوئے تو بعدِ عید الاضحیٰ دہلی لے جانے کے لئے تیاریاں کرنے لگے، جب حضرت کو پتہ چلا تو حضرت نے فرمایا بیٹا میں اسٹینٹ نہیں لگاؤں گا۔لیکن ڈاکٹر نے کہا تھا لگانا ضروری ہے، اس لئے دہلی لے جانے کی ہم نے تیاری کی لیکن حضرت بار بار فرماتے رہے بیٹا میں اسٹینٹ نہیں لگاؤں گا۔ بالآخر حضرت کو لے کر میں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے داماد محمد عامر حسین سبحانی دہلی پہنچے ایک دن پہلے آپریشن کے لئے فیس وغیرہ سب میں نے جمع کر دی، آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آپریشن ڈریس بھی پہنا دیا گیا، اس درمیان آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں کثرت سے درود شریف کا ورد جاری تھا، پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آپریشن روم لے جانے کا بھی وقت آگیا، ڈاکٹر نے اندر بلا لیا، جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آپریشن روم

لے جایا جا رہا تھا، آپ خود بھی درود شریف پڑھتے رہے اور ہمیں بھی تلقین فرماتے رہے تھے کہ درود شریف پڑھو! کہ درود شریف پڑھو! آپ کو اندر لے جایا گیا اور ہمیں باہر ہی بیٹھنے کے لئے کہا، کچھ دیر بعد ایک شخص نے آواز دی کہ (رئیس الحفاظ) شعیب عالم کے ساتھ کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں ہوں، منادی نے کہا آپ اندر آجائیے! میں اندر چلا گیا، وہاں پر پہلے سے ڈاکٹر موجود تھے، انہوں نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا بابا کو لے جائیے بابا کو اسٹینٹ نہیں لگے گا بابا ٹھیک ہے یہ بات سنتے ہی میں حیران و ششدر رہ گیا اور دل نے فرط مسرت سے جھوم کر کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو چاہا وہی ہوا پھر ہم دہلی سے بنا اسٹینٹ لگائے گھر واپس آگئے۔

عاجزی وانکساری

لوگوں کی طبیعتوں اور ان کے مقام و مرتبہ کے اعتبار سے ان کے لئے نرمی کا پہلو اختیار کرنا اور اپنے آپ کو حقیر و کمتر اور چھوٹا خیال کرنا عاجزی وانکساری کہلاتا ہے۔

حدیث شریف عاجزی کرنے والوں کے لئے بلندی۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ عزوجل کے لئے عاجزی کرتا ہے، اللہ عزوجل اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔

عاجزی وانکساری کا حکم

اپنے آپ کو تکبر سے بچانا اور عاجزی وانکساری اختیار کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

البتہ دیگر اخلاق کی طرح عاجزی کے بھی تین درجے ہیں۔

﴿۱﴾ اگر عاجزی ایسی ہو جس میں زیادتی کی طرف میلان ہو تو اسے تکبر کہتے ہیں اور یہ ناجائز وحرام ہے اور جہنم میں لے جانے والا مذموم کام ہے۔

﴿۲﴾ اگر عاجزی ایسی ہو جس میں کمی کی طرف میلان ہو تو اسے کمینگی و ذلت کہتے ہیں، مثلاً کسی عالم دین کے پاس کوئی موچی آئے اور اس کے لئے اپنی جگہ چھوڑ دے اور اسے اپنی جگہ بٹھائے، پھر آگے بڑھ کر اس کی جوتے سیدھے کرے اور پیچھے پیچھے دروازے تک جائے تو اس عالم نے ذلت و رسوائی کو گلے لگایا۔ یہ ناپسندیدہ عمل ہے، بلکہ اللہ عزوجل کے یہاں اعتدال پسندیدہ ہے یعنی ہر حقدار کو اس کا حق دیا جائے، اس طرح کی عاجزی اپنے ساتھیوں اور ہم پلہ لوگوں کے ساتھ بہتر ہے۔ عام آدمی کے لئے عالم کی طرف سے تواضع اس قدر ہے کہ جب وہ آجائے تو کھڑے ہو کر اس کا استقبال کرے، خندہ پیشانی سے گفتگو کرے، اس کے سوال کا جواب دینے میں نرمی کرے، اس کی دعوت قبول کرے اس کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرے اور خود کو اس سے بہتر نہ سمجھے، بلکہ دوسروں کی بہ نسبت اپنے لئے زیادہ خوف رکھیں، نیز اسے حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں اور نہ ہی چھوٹا سمجھیں کیونکہ اسے اپنے انجام کی خبر نہیں۔

﴿۳﴾ اور اگر عاجزی ایسی ہو جس میں میانہ روی ہو یعنی اپنے ہم پلہ اور کم مرتبہ لوگوں کے ساتھ برابر کی عاجزی کرے، نہ کہ خود کو ذلت و کمینگی والی جگہ پر پیش کرے، نہ ہی بلندی کی طرف میلان ہو تو ایسی عاجزی شرعاً محمود یعنی قابل تعریف، باعث اجر وثواب اور جنت میں لے جانے والا کام ہے۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام کی عاجزی

حضرت سیدنا سلیمان بن داؤد علیہ السلام صبح کے وقت مالدار اور معزز لوگوں کے حالات معلوم کرنے کے بعد مسکین لوگوں کے پاس بیٹھ جاتے اور فرماتے

ایک مسکین دوسرے مسکین کے ساتھ بیٹھ گیا ہے۔

فرمان امیر المومنین

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بندہ جب اللہ عزوجل کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے اور اللہ عزوجل کی طرف سے مقرر فرشتہ کہتا ہے "اٹھ کہ اللہ عزوجل تجھے بلندی عطا فرمائے" اور جب بندہ تکبر کرتا ہے اور اپنی حد سے تجاوز کرتا ہے تو اللہ عزوجل اسے زمین کی طرف پست کر دیتا ہے اور اللہ عزوجل کی طرف سے مقرر فرشتہ کہتا ہے " دور ہو کہ اللہ عزوجل تجھے رسوا کرے" ایسا شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھ رہا ہوتا ہے لیکن لوگوں کی نظروں میں حقیر ہوتا ہے کہ خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا یوسف بن اسباط فرماتے ہیں: زیادہ امن کے مقابلے میں تھوڑا تقویٰ کافی ہے اور زیادہ مجاہدے کی بنسبت تھوڑی عاجزی کافی ہے۔

حضرت سیدنا فضیل بن ایاز رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: عاجزی کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم حق کے سامنے جھک جاؤ اور اس کی پیروی کرو اور اگر بچے یا کسی بڑے جاہل سے بھی حق بات سنو تو اسے قبول کرو۔ ﴿احیاء العلوم، جلد سوم، ص ۱۰۰۳﴾۔

اب آئیے ان تفصیلات کی روشنی میں حضور رئیس الحفاظ کی حیات باسعادت کا مطالعہ کرتے ہیں۔

حافظ محمد شہباز صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر سادہ دل اور سادہ مزاج تھے کہ آپ سے جب طلبا ملنے کے لئے آتے تو آپ خود ہی مصافحہ کے لئے اپنا دست مبارک آگے بڑھا کر مصافحہ کرتے اور ان کی طبیعت کے بارے میں پوچھتے۔

حضرت مولانا مستقیم نعیمی بانسی نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک

بار ملاقات ہوئی پھر اس کے بعد کبھی ملاقات نہیں ہوئی، لیکن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عاجزی وانکساری، خندہ پیشانی، اخلاص، محبت اور انداز گفتگو سے بہت متاثر ہوا۔

حافظ شہباز صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضور امام علم وفن حضرت **خواجہ مظفر حسین** رحمۃ اللہ علیہ عربیہ کالج پورنیہ تشریف لائے وہاں پر امام علم وفن سے ملنے کے لئے پہلے سے بہت سارے علما آئے ہوئے تھے، لیکن ان میں حضرت دلکش ملت رحمۃ اللہ علیہ نہیں تھے، حضور امام علم وفن نے حضور دلکش ملت کو فون کیا اور فرمایا میں پورنیہ عربی کالج میں ہوں، آپ بھی تشریف لائیں، آپ نے فرمایا میں اس وقت گھر پر نہیں ہوں، میں محمد شعیب رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے پاس بھیج دیتا ہوں۔

حضور محمد شعیب کے ساتھ شہزاد صاحب اور دگر حضرات بھی تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ پورنیہ عربی کالج پہنچے تو میں نے دیکھا حضور امام علم وفن مسند نشیں ہیں اور سارے علمائے کرام باادب نیچے بیٹھے ہوئے ہیں تو آپ بھی نیچے بیٹھنے لگے تو امام علم وفن نے آپ کو روکا اور فرمایا بابو شعیب تمہارا مقام وہ نہیں ہے اور اپنے قریب جگہ دیتے ہوئے فرمایا تمہارا مقام یہ ہے، نیز فرمایا تم میرے لئے دعا کرنا۔

مذکورہ واقعات سے معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود کو کسی سے بڑا نہیں سمجھتے تھے، بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ چھوٹوں سے بھی اس انداز سے پیش آتے کہ انہیں لگتا آپ رحمۃ اللہ علیہ سب سے زیادہ ہم سے ہی محبت کرتے ہیں۔

اور مؤخر الذکر واقعہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قلب مبارک میں علمائے کرام کی بے پناہ محبت تھی اور علمائے کرام کے دلوں میں آپ کی محبت۔

شاہ مسلم نے دیا ہم کو انوکھا تحفہ
بحر الطاف و عنایات رئیس الحفاظ

غروب آفتاب پورنیہ

حضور رئیس الحفاظ رحمۃ اللہ علیہ کو ہارٹ کی شکایت تھی، آپ رحمۃ اللہ علیہ بعد نماز فجر اوراد ووظائف، قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہے، جب صبح ہوئی تو آپ کے پاس باہر سے کچھ لوگ دعا تعویذ کے لئے آئے، آپ نے انھیں دروازے پر بیٹھنے کا حکم دیا وہ لوگ وہیں آپ کا انتظار کرنے لگے، پھر کچھ دیر بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے اور ان کی مجبوریاں سنیں، بعدہ آپ رحمۃ اللہ علیہ آنگن میں تشریف لائے اور کرسی پر بیٹھ گئے، اتنے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ تکلیف محسوس ہوئی، کرسی سے اٹھ کر روم میں تشریف لے گئے اور بستر پر لیٹ گئے گھر کے تمام افراد روم میں جمع ہو گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سب کو کلمہ شریف پڑھنے کے لئے کہا تو سب کلمہ شریف پڑھنے لگے۔

آپ کا قبل وفات استرجاع پڑھوانا

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرین سے فرمایا پڑھو! ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ یہ سنتے ہی حاضرین کے قلوب میں زلزلہ برپا ہو گیا، پیروں تلے زمین کھسکنے لگی، سب ایک دوسرے کو تکنے لگے، مجمع میں سناٹا چھا گیا، کسی کی زبان نہیں کھل رہی تھی، اداسیوں کا بادل سر پہ سایہ کئے ہوئے تھا، کرے تو کیا کرے، اسی اثنا میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ فرمایا پڑھو! ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ دبی دبی زبان میں ہچکچاتے ہوئے، آنکھوں میں اشک لئے ہوئے، دل تھام کر سب استرجاع پڑھنے لگے، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے برادر محمد خبیب رضوی وہ نہیں پڑھ رہے تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے خبیب تم کیوں خاموش ہو؟ تم بھی پڑھو! ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ تو انھوں نے ایک آہ بھری سانس لی اور گویا ہوئے، آپ جلدی کیوں کر رہے ہیں، تھوڑی سی تکلیف ہے ڈاکٹر آرہے ہیں،

دوائی دیں گے اور آپ ٹھیک ہو جائیں گے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں خبیب اب سب کچھ ختم ہوگیا، میں جارہا ہوں دیر نہ کرو جلدی پڑھو! آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار پر حضرت محمد خبیب رضوی نے بھی پڑھا ''انا للہ وانا الیہ راجعون''۔

جب سب کو کلمہ شریف اور استرجاع پڑھایا اور خود بھی پڑھا، پھر اس کے بعد اپنے چہرۂ مبارک کو قبلہ کی طرف کر کے فرماتے ہیں یا غوث یا خواجہ اور رلذت وصال سے شادکام ہو جاتے ہیں۔ یوں یکم جمادی الاولی ۱۴۳۸ھ بمطابق ۳۰ جنوری ۲۰۱۷ء پیر کی صبح کو ہدایت وتقویٰ، عشق ومعرفت، علم وفضل اور اخلاص و ایثار کا دمکتا سورج موت کے افق میں غروب ہو جاتا ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ لیکن۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر بجلی کی طرح پھیلتی چلی گئی، معتقدین جوق در جوق زیارت کے لئے آنے لگے، یہاں تک کہ معتقدین کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا مجمع جمع ہوگیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چچا دلکش ملت رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں بھی آنکھوں میں داغ فرقت کے اشک لئے ہوئے زیارت کے لیے گیا، دیکھتے ہی دیکھتے ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا اور اشک آنکھوں سے رخسار پر ٹپکنے لگے، بھرائی ہوئی آواز میں، میں نے ان سے کہا بیٹا جانا تو پہلے مجھے تھا لیکن پہلے تم چلے گئے، اچھا جاؤ، ہم اللہ کی رضا پر راضی ہیں اور برادر اکبر مولانا مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے میرا سلام کہنا اتنا کہتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آنکھ کھول کر مجھے دیکھا اور پھر بند کرلی، گویا وہ اشارہ ہی اشارہ میں یہ فرما رہے تھے ہم آپ کے سلام کو اپنے والد محترم مولانا مسلم رحمۃ اللہ علیہ تک ضرور پہنچائیں گے۔

اس کرامت کو حضور دلکش ملت رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ سے پہلے آئے ہوئے تمام حاضرین کے سامنے بیان فرمایا، جس میں **مفتی زبیر پورنوی** اور **مفتی مطیع الرحمن مضطر پورنوی** بھی شریک تھے۔

وارثین نے نماز جنازہ پڑھانے کی اجازت حضور دلکش ملت رحمۃ اللہ علیہ کو دی، انھوں نے مفتی زبیر پورنوی کی طرف اجازت منتقل کردی بعد اجازت مفتی زبیر پورنوی حفظہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی، اہلیان لعل گنج کہتے ہیں کہ ہم نے کبھی لعل گنج میں کسی کی نماز جنازہ میں اتنا بڑا مجمع نہیں دیکھا جتنا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے میں دیکھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مقدس دارالعلوم عثمانیہ لعل گنج کی مسجد نوری کے اتر جانب واقع اور مرجع خلائق ہے۔ اللہ جل وعلا مزار مقدس پر رحمت ونور کی بارش برسائے! آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

《اولیا اللہ کی شناخت》

ولایت۔ بہارشریعت، جلداول ص ۲۶۴ پر ہے: ولایت ایک قرب خاص ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل وکرم سے عطا فرماتا ہے، ولایت وہبی شئی ہے (یعنی اللہ عزوجل کی طرف سے عطا کردہ انعام ہے) نہ یہ کہ اعمال شاقہ (سخت مشکل اعمال) سے آدمی خود حاصل کرلے، البتہ غالباً اعمال حسنہ اس عطیۂ الٰہی کے لئے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔

کنزالکرامت، جبل الاستقامت، مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ولایت کسبی نہیں محض عطائی ہے، ہاں! (اللہ عزوجل فرماتا ہے ہم) کوشش اور مجاہدہ کرنے والوں کو اپنی راہ دکھاتے ہیں، جیسا کہ پارہ ۲۱، سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر ۶۹ میں اللہ ارشاد فرماتا ہے "والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا" **ترجمہ**: اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی، ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھائیں گے۔ 《ترجمۂ کنزالایمان》۔ 《فتاوی رضویہ شریف جلد نمبر ۲۱ ص ۶۰۶》۔

ولی اللہ۔ ولی اللہ کی تعریف کرتے ہوئے صاحب تفسیر خازن حضرت علامہ علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قرب الٰہی حاصل کرے، اطاعت الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نور جلال الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو۔ جب دیکھے دلائل قدرت الٰہی کو دیکھے، اللہ عزوجل کی آیتیں سنے، جب بولے تو اپنے رب عزوجل کی ثناہی کے ساتھ بولے، حرکت کرے تو طاعت الٰہی میں کرے اور جب کوشش کرے اس امر میں کوشش کرے جو ذریعۂ قرب الٰہی ہو۔

اللہ عزوجل کے ذکر سے نہ تھکے اور چشم دل خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے، یہ صفت اولیا کی ہے۔ بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ عزوجل اس کا ولی و

ناصر ومعین ومددگار ہوتا ہے۔ 《تفسیر خازن، پارہ ۱۱، سورہ یونس تحت الآیت ۶۲》۔

متکلمین کہتے ہیں: ولی وہ ہے جو اعتقاد صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمال صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ 《تفسیر کبیر، پارہ ۱۱، سورہ یونس تحت الآیت ۶۲》۔

بعض عارفین رحمہم اللہ نے فرمایا: ولایت نام ہے قرب الٰہی اور ہمیشہ اللہ عزوجل کے ساتھ مشغول رہنے کا جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شئ کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔

《تفسیر خازن، پارہ ۱۱ سورہ یونس تحت الآیت ۶۲》۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اولیا اللہ وہ ہے، جن کو دیکھنے سے اللہ عزوجل یاد آجائے۔ 《جامع صغیر》۔

حضرت سیدنا ابن زید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کہ ولی وہ ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں مذکور ہے۔ اَلَّذِینَ اٰمَنُوا وَ کَانُوا یَتَّقُون۔ 《سورۃ یونس》

ترجمہ کنزالایمان۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔ یعنی ولی وہ ہے جو ایمان وتقویٰ دونوں کا جامع ہو 《تفسیر خازن》۔

بعض اکابرین رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا: ولی وہ ہے جو طاعت (یعنی عبادت) سے قرب الٰہی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کرامت سے ان کی یہ کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی ہدایت کا برہان کے ساتھ اللہ عزوجل کفیل ہو اور حق بندگی ادا کرنے اور اس کی خلق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہو گئے۔

اولیا اللہ کی مندرجہ بالا تعریفات نقل کرنے کے بعد صدرالافاضل حضرت علامہ سید **محمد نعیم الدین** مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ معانی اور عبارتیں اگرچہ جداگانہ ہے لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے، کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کردی گئی ہے۔ جسے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام

صفات اس میں ہوتی ہیں۔

ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک بقدر اپنے درجے کے فضل وشرف رکھتا ہے۔ ﴿خزائن العرفان، پارہ ۱۱ سورۃ یونس، تحت الآیت ۶۲، ص ۴۰۵﴾۔

اولیاء اللہ کی شناخت

اولیا اللہ کی شناخت حقیقتاً بہت مشکل ہے۔ مفسر شہیر حکیم الامت **مفتی احمد یار خان** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ولی اللہ کی پہچان بہت مشکل ہے۔

حضرت سیدنا ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اولیا اللہ رحمت الٰہی کی دلہن ہیں، جہاں تک سوائے اس کے محرم کے کسی کی رسائی نہیں۔ ﴿روح البیان، سورۃ یونس﴾۔

اسی لئے کہا گیا ہے ''**ولی راولی می شناسد**'' یعنی ولی کی پہچان ولی ہی کرسکتا ہے۔ حضرت سیدنا شیخ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خدا کی پہچان آسان ہے مگر ولی کی پہچان مشکل کیونکہ رب عزوجل اپنی ذات وصفات میں مخلوق سے اعلیٰ و بالا ہے اور مخلوق اس پر گواہ، مگر ولی شکل وصورت میں اعمال و افعال میں بالکل ہماری طرح۔ ﴿سابق حوالہ﴾۔

شریعت میں اظہار ہے اور طریقت میں اخفا، مکان کی زینت دروازہ پر رکھی جاتی ہے اور موتی کوٹھری میں ﴿شان حبیب الرحمن، ص ۲۹۸﴾۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے: کتنے ہی پریشان حال، پراگندہ بالوں اور پھٹے پرانے کپڑوں والے ایسے ہیں جنکی کوئی پرواہ نہیں کرتا لیکن اگر وہ اللہ عزوجل پر کسی بات کی قسم کھالیں تو ضرور اسے پورا فرمادے ﴿ترمذی شریف، کتاب المناقب﴾۔

قارئین کرام یاد رکھئے: ولی ہونے کے لئے تشہیر و اشتہار، نمایاں جبہ و دستار اور عقیدت مندوں کی لمبی قطار کا ہونا ضروری نہیں جس سے ان کی معرفت اور

شہرت ہو، بلکہ عام بندوں میں بھی ولی اللہ ہوتے ہیں لہٰذا ہمیں ہر نیک بندے کا ادب و احترام کرنا چاہئے کہ نہ جانے کون گدڑی کا لعل (یعنی چھپا ولی) ہو۔

جو فقیران شاہ بطحہ ہیں
ان کی گدڑی میں لعل رکھا ہے

﴿اعجاز﴾

جیسا کہ حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کہ اللہ جل و علا نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں مخفی رکھا ہے۔

﴿۱﴾ اپنی ناراضگی کو اپنی نافرمانی میں

﴿۲﴾ اپنی رضا کو اپنی اطاعت میں

﴿۳﴾ اپنے اولیا کو اپنے بندوں میں۔ پس کسی بھی گناہ کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے ہوسکتا ہے کہ اسی میں اللہ عزوجل کی ناراضگی پوشیدہ ہو اور کسی نیکی کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے ہوسکتا ہے، اسی میں اللہ عزوجل کی رضامندی ہو اور بندوں میں کسی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے، ہوسکتا ہے کہ وہ اللہ کے اولیا میں سے کوئی ولی ہو۔

آج لوگوں کا ذہن بنا ہوا ہے کہ ولی وہی ہوسکتا ہے جو کرامات دکھائے، جن سے کرامات ظاہر نہ ہو وہ ولی نہیں ہوسکتا، عوام تو عوام بعض خواص بھی اس ذہنی مرض میں مبتلا ہیں، حالانکہ اس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔

چنانچہ معجزہ اور کرامت میں فرق بیان کرتے ہوئے حضرت سیدنا امام ابو بکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انبیائے کرام علیہم السلام پر تو معجزات ظاہر کرنا لازم ہوتا ہے، جبکہ ولی کے لئے کرامت چھپانا ضروری ہوتا ہے۔ پھر اللہ عزوجل کا نبی اس کے معجزہ ہونے کا دعوی کرتا ہے، جبکہ ولی کرامت کا دعوی نہیں کرتا اور نہ اسے قطعی طور پر پیش کرتا ہے۔

حضرت علامہ عبدالمصطفےٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معجزہ اور کرامت میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ ہر ولی کے لئے کرامت کا ہونا ضروری نہیں ہے، مگر ہر نبی کے لئے معجزہ کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ ولی کے لئے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اپنی ولایت کا اعلان کرے، یہ اپنی ولایت کا ثبوت دے، بلکہ ولی کے لئے تو یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ خود جانے کہ میں ولی ہوں، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ بہت سے اولیا اللہ ایسے بھی ہوئے کہ ان کو اپنے بارے میں یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ وہ ولی ہیں، بلکہ دوسرے اولیا کرام نے اپنے کشف و کرامت سے ان کی ولایت کو جانا پہچانا اور ان کے ولی ہونے کا چرچا کیا مگر نبی کے لئے اپنی نبوت کا اثبات ضروری ہے اور چونکہ انسانوں کے سامنے نبوت کا اثبات بغیر معجزہ دکھائے نہیں ہوسکتا، اس لئے ہر نبی کے لئے معجزہ کا ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ ﴿کرامات صحابہ، ص نمبر ۳۸﴾۔

لیکن ولی سے کرامت کا ظاہر ہونا ضروری نہیں ہے اور نہ ہی یہ ضروری ہے جو کرامت ایک ولی سے صادر ہو وہی کرامت دوسرے اولیا سے بھی ظاہر ہو۔ یاد رکھئے! اصل کرامت شریعت وسنت پر استقامت کے ساتھ عمل کرنا ہے، جو جتنا زیادہ شریعت وسنت کا پابند ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ با کرامت ہوگا، چنانچہ حضرت سیدنا شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا اور غیب کی خبریں دینا کرامت نہیں ہے، بلکہ کرامت یہ ہے کہ وہ شخص سراپا امر بن جائے، یعنی شریعت کا مطیع وفرماں پذیر ہوجائے، اس طرح کے اس سے حرام کا صدور نہ ہو۔

﴿کیمیائے سعادت، رکن سوم مہلکات، اصل دہم، ج۲، ص ۷۴۹﴾۔

استقامت اصل کرامت ہے

حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے عالم تھے، وہ سید الطائفہ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سن کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سال

بھر تک خاموشی سے ان کی صحبت میں رہ کر، ان کی مجلس کا رنگ ڈھنگ دیکھتے رہے ایک سال کے بعد دل برداشتہ ہو کر حضرت جنید بغدادی سے رخصت ہونے کی اجازت چاہی۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: میرے بھائی تم اتنا عرصہ یہاں رہے نہ اپنی کہی نہ ہماری سنی اور یکا یک چلنے کے لئے تیار ہو گئے! آخر کیا بات ہے؟

حضرت ابوبکر واسطی نے عرض کی سچ پوچھیں تو میں بیعت کے ارادے سے حاضر ہوا تھا، سال بھر رہ کر دیکھتا رہا، مگر آپ سے کوئی کشف یا کرامت ظاہر نہیں ہوئی، وہی علما کا سا طور طریق ہے، نماز، روزہ، تہجد، اشراق، چاشت اور درس وتدریس، جب آپ میں اور دوسرے علما کے طریقوں میں کوئی فرق نہیں دیکھا تو رخصت کی اجازت چاہی۔

حضرت جنید بغدادی نے ان کی بات سن کر ارشاد فرمایا: یہ بتاؤ اس مدت میں تم نے مجھ سے کوئی کام خلاف شریعت اور خلاف سنت ہوتے دیکھا؟

حضرت ابوبکر واسطی نے عرض کی: خلاف شریعت تو مطلق کوئی بات نہیں دیکھا، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ہاتھ جھٹک کر فرمایا: جا! جنید کی یہی کرامت سمجھ لے، جو اسے اللہ نے اپنے خاص لطف وعنایت سے عطا فرمائی ہے۔

یہ سن کر حضرت ابوبکر واسطی بے اختیار آپ کے قدموں میں گر پڑے اور آپ کی بیعت کی اور خاصان خدا میں شمار ہوئے۔

حضرت سیدنا ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر تم دیکھو کہ کسی شخص کو یہاں تک کرامت دی گئی ہے کہ وہ ہوا میں اڑتا ہے تو اس کے دھوکہ میں نہ آؤ یہاں تک کہ دیکھو کو وہ اللہ جل وعلا کے امر و نہی وحفظ حدود و ادائے شریعت میں کیسا ہے۔ (یعنی اللہ تعالی نے جن باتوں کا حکم دیا ہے ان پر عمل کرتا ہے یا نہیں

اور جن باتوں سے منع کیا ہے، ان سے باز رہتا ہے یا نہیں، نیز شریعت کی حدوں اوراس کی پیروی کا کتنا خیال رکھتا ہے)۔ ﴿شعب الایمان، باب فی نشر العلم﴾۔

مذکورہ بالا تشریحات سے یہ روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ ولی وہ نہیں ہے جو کرامات دکھائے، بلکہ ولی وہ ہے جو شریعت مطہرہ پر قائم رہے، اطاعت رسول و اطاعت خداوندی میں اپنی زندگی گزارے، اگر خرق عادات امور کا انجام دینے والا ولی ہوتا تو دجال بھی اپنے وقت کا سب سے بڑا ولی ہوتا کیونکہ وہ مردہ جلائے گا، آسمان سے بارش برسائے گا، پتھریلی زمین سے سبزہ اگائے گا اور باوجود اس کے اس کی پیشانی پر ک، ف، ر لکھا ہوگا جو اس بات کی صریح دلیل ہے کہ وہ کافر ہے اور کافر ہرگز ولی نہیں ہوسکتا۔

معلوم ہوا خرق عادات امور انجام دینے والا ولی نہیں ہوتا ہے، بلکہ ولی وہ ہوتا ہے جس کے سر پر شریعت ہو، بغلوں میں طریقت ہو، سامنے دنیوی تعلقات ہو اور ان سب کو سنبھالے ہوئے راہ خدا طے کرتا چلا جائے۔ مسجد میں نمازی ہو، میدان میں غازی ہو، کچہری میں قاضی اور گھر میں پکا دنیادار (یعنی دنیوی معاملات میں مصروف کار) ہو۔ غرض یہ کہ مسجد میں آئے تو ملائکہ مقربین کا نمونہ بن جائے، اور بازار میں جائے تو ملائکہ مدبرات امر (یعنی امور دنیویہ کی تدبیر کرنے والے فرشتوں) کے سے کام کرے۔ بعض بیہودے دعویٰ ولایت کریں، مگر نماز نہ پڑھیں، نہ روزہ کے پاس جائیں اور شیخی ماریں کہ ہم کعبہ میں نماز پڑھتے ہیں، سبحان اللہ! نماز تو کعبہ میں پڑھیں اور روٹی اور نذرانہ مرید کے گھر سے لیں، یہ سارے شیاطین ہیں۔ جب تک ہوش و حواس ہیں تب تک احکام شریعہ معاف نہیں ہوسکتے۔ اللہ جل وعلا ہمیں شریعت مطہرہ پر قائم فرمائے!

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

﴿دارالعلوم عثمانیہ کی صد سالہ خدمات﴾

دینی مدارس کی اہمیت وضرورت۔ محترم قارئین کرام! دینی مدارس، دین اسلام کے وہ قلعے ہیں جہاں تقوی و پرہیزگاری، صبر وقناعت، ایثار وقربانی، تسلیم ورضا، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا حکم اور برائی سے بچنے بچانے کی تعلیم وتربیت دی جاتی ہے۔ دنیا کی رنگینیوں سے دور خالق حقیقی کے ساتھ ایک مسلمان کے تعلق کو مضبوط بنایا جاتا ہے۔ اسے تحفظ ناموس رسالت، عظمت صحابہ اور اہل بیت اطہار پر پہرا دینے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ دین اسلام کی نظریاتی سرحدوں کی نگہبانی کے لیے دل ودماغ میں جان، مال اور عزت وآبرو سمیت ہر طرح کی قربانی دینے کی سوچ پیدا کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان درسگاہوں کے تربیت یافتہ طلبہ دین، مذہب اور اپنے وطن کی آبرو قائم رکھنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں، انھیں اپنے مقام ومرتبہ سے زیادہ دین اسلام کی عزت و ناموس عزیز ہے اور صدق دل سے چاہتے ہیں، کہ دین و مذہب کا بول بالا اور دینی اقدار کی سربلندی ہو، مسلمانوں کی عظمت رفتہ بحال اور بے دین تہذیب وتمدن کا خاتمہ ہو، جب کہ ان تمام امور کے پیچھے صرف تبلیغ اسلام کا وہ جذبہ کارفرما ہے جس کا حکم دیتے ہوئے اللہ جل وعلا نے ارشاد فرمایا: ”**ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون**“ ﴿سورۃ آل عمران﴾۔

ترجمہ: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔ ﴿کنزالایمان﴾۔

محترم قارئین کرام! تبلیغ دین، منصب رسالت ہے، دینی مدارس کے علما سمیت تمام مبلغ اسلام کو اس مقدس فریضہ کو انجام دینے پر انہیں وراثت انبیا علیہم السلام کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں یہ فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کی بڑی

تاکیدآئی ہے۔

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا: **والذی نفسی بیدہ لتامرن با لمعروف ولتنھون عن المنکر او لیوشکن اللہ ان یبعث علیکم عقابا منہ ثم تدعونہ فلا یستجیبو الکم۔**

ترجمہ: اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! ضرور بالضرور نیکی کا حکم کرو اور برائی سے منع کرتے رہو! ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب میں مبتلا کرے گا پھر جب تم دعا کروگے تو تمہاری دعائیں قبول نہیں فرمائے گا۔

محترم قارئین کرام! دینی مدارس وہ پاکیزہ ادارے ہیں، جہاں علما کی شکل میں بھلائی کی طرف بلانے والی، نیکی کا حکم دینے والی، اور برائی سے منع کرنے والی وہ جماعتیں اور گروہ تیار کیے جاتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل پیرا ہو کر دنیا سے بدعنوانی، خود غرضی، جنسی بے راہ روی، اخلاقی اقدار کی پامالی چور بازاری، بے حیائی، اولاد کی نافرمانی، سود، رشوت اور زنا کاری سمیت متعدد معاشرتی برائیوں کے خاتمہ میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں، اور ان کی کاوشوں کے طفیل یہ دنیا امن کا گہوارہ ہے، معاشرے میں نت نئے سر اٹھانے والے فتنوں اور برائیوں میں کچھ کمی ہے، ورنہ ایک لمحہ کے لئے چشم تصورات سے ذرا سوچئے! کہ اگر یہ دینی مدارس نہ ہوتے! ان میں قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں بلند نہ ہوتیں، اور یہاں سے علم دین حاصل کرنے والے علما، حفاظ، قرا، اور ائمہ حضرات محراب وممبر کے ذریعے لوگوں کو وعظ ونصیحت نہ کرتے تو ہمارا معاشرہ اخلاقی اعتبار سے کس قدر پستیوں کا شکار ہوتا! لوٹ مار، قتل وغارت گری اور

دہشت گردی جیسے جرائم کی شرح میں کس قدر خوفناک اضافہ ہوتا! یہ دینی مدارس کی تعلیم وتربیت ہی کی برکات ہیں کہ یہاں آنے والے طلبا عام طور پر تمام اخلاقی برائیوں کو ترک کر دیتے ہیں، صدق دل سے توبہ واستغفار کر کے اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بندے بن جاتے ہیں، اور حصول علم کے بعد اپنی ساری زندگی دین اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔

انہیں دینی مدارس عظیم قلعوں میں سے ایک قلعہ دار العلوم عثمانیہ بھی ہے، جس کو ۱۹۲۱ء میں لعل گنج میں صوفی باصفا منشی محمد خورشید عالم صاحب قبلہ نے قائم کیا تھا، جب کہ علاقہ میں کہیں کوئی دار العلوم نظر نہیں آتا تھا۔ لوگ دین اسلام کے احکام سے نا آشنا تھے، روز بروز جہالت بڑھتی جا رہی تھی، دنیاوی لہو ولعب میں ملوث تھے، ایسے عالم میں صوفی صاحب نے دار العلوم عثمانیہ قائم کر کے اہلیان سیمانچل پر بہت بڑا احسان کیا جو نا قابل فراموش ہے۔

صوفی منشی محمد خورشید صاحب اپنے وقت کے رئیس اعظم تھے۔ خدمت دین خدا کا جذبہ ان کے دل میں امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح تھا، خود اپنی جیب خاص سے اساتذہ کرام کو تنخواہ دیا کرتے تھے اور طلبہ کے لئے کھانے پینے اور رہنے سہنے کا انتظام کیا کرتے تھے۔

کچھ عرصہ بعد موصوف کے بڑے شہزادے حضور رئیس العلما حضرت العلام محمد مسلم رحمۃ اللہ علیہ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے فارغ ہو کر وطن عزیز لعل گنج تشریف لائے اور ساری ذمہ داریاں خود سنبھالنے لگے، درس وتدریس کا کام خود بھی انجام دیتے رہے، دور حاضر میں جتنے بھی علمائے کرام اس علاقے میں ہیں، سب بالواسطہ ہوں یا بلاواسطہ حضور رئیس العلما کے شاگرد ہیں۔

حضور رئیس العلما کے دور میں جن علمائے کرام وحفاظ عظام نے دار

العلوم عثمانیہ میں درس وتدریس کا فریضہ انجام دیا ان میں سے بعض کے اسمائے مبارکہ درج ذیل ہیں۔

﴿۱﴾ مجاہد جلیل حضرت علامہ عبد الجلیل علیہ الرحمۃ والرضوان۔

﴿۲﴾ مفتی اعظم کٹیہار حضرت علامہ مفتی محمد غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔

﴿۳﴾ طوطیٔ پورنیہ دلکش ملت حضرت علامہ غلام محی الدین رضوی دلکش پورنوی رحمۃ اللہ علیہ۔

﴿۴﴾ حضرت مولانا محمد نور الدین صاحب۔

﴿۵﴾ فاضل جلیل حضرت مولانا عبد الصمد پورنوی (ڈگروا پورنیہ)۔

﴿۶﴾ حضرت مولانا محمد اسحق صاحب۔

﴿۷﴾ حضرت مولانا عبد الجلیل صاحب۔

﴿۸﴾ الحاج مولانا محمد عبد الستار صاحب۔

﴿۹﴾ حضرت حافظ وقاری محمد نفر صاحب قبلہ (دربھنگہ)۔

﴿۱۰﴾ حضرت حافظ وقاری محمد اسحق صاحب (دربھنگہ)۔

﴿۱۱﴾ حضرت حافظ وقاری محمد قمر صاحب پورنیہ۔

۱۹۸۶ء میں حضور رئیس العلما کے وفات کے بعد ان کے جانشین حضور رئیس الحفاظ حضرت محمد شعیب عالم رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے ساری ذمہ داریاں سنبھالیں اور دار العلوم کی ترقی کے لئے کوشاں رہے اور ان کے ساتھ حضور دلکش ملت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دار العلوم کی خدمت کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی، بلکہ تا حیات گوناگوں مصروفیات کے باوجود خدمت کرتے رہے۔

حضور رئیس الحفاظ کے دور میں دار العلوم میں بحیثیت مدرس خدمت انجام دینے والے بعض علمائے کرام وحفاظ عظام کے اسمائے مبارکہ درج ذیل ہیں۔

﴿۱﴾ حضرت مولانا محمد شعبان صاحب (کٹیہار)۔

﴿۲﴾ حضرت مولانا محمد غلام اشرف صاحب (سالماری کٹیہار)۔

﴿۳﴾ حضرت مولانا محمد عبد المنان صاحب نعیمی۔

﴿۴﴾ حضرت مولانا محمد ابرار مصباحی (سالماری کٹیہار)۔

﴿۵﴾ حضرت مولانا محمد خبیب مصباحی (سکریٹری دار العلوم عثمانیہ)۔

﴿۶﴾ حضرت مولانا محمد خلیل صاحب۔

﴿۷﴾ حضرت حافظ وقاری محمد زاہد صاحب۔

﴿۸﴾ حضرت حافظ وقاری محمد منہاج صاحب قبلہ (لعل گنج پورنیہ)۔

﴿۹﴾ حضرت حافظ وقاری محمد مسیح الزماں صاحب۔

﴿۱۰﴾ حضرت حافظ وقاری محمد اکرام صاحب۔

﴿۱۱﴾ حضرت حافظ وقاری محمد بدر الدین صاحب۔

﴿۱۲﴾ حضرت حافظ وقاری مطلوب صاحب۔

﴿۱۳﴾ حضرت حافظ وقاری محمد شاہ جہاں صاحب (ملکی پورنیہ)۔

﴿۱۴﴾ حضرت حافظ وقاری محمد چراغ عالم صاحب۔

﴿۱۵﴾ حضرت حافظ وقاری محمد شمس صاحب۔

﴿۱۶﴾ حضرت مولانا محمد غلام نبی صاحب۔

﴿۱۷﴾ ماسٹر محمد ضیاء الدین صاحب مرحوم مغفور۔

﴿۱۸﴾ حضرت مولانا محمد آفاق عالم صاحب امجدی پورنوی۔

﴿۱۹﴾ حضرت مولانا محمد عارف صاحب مصباحی۔

﴿۲۰﴾ حضرت مولانا وقاری محمد شمعون صاحب قبلہ (لعل گنج پورنیہ).

﴿۲۱﴾ حضرت مولانا محمد شاہد رضا نعیمی صاحب قبلہ (لعل گنج پورنیہ).

سنہ ۲۰۱۷ء میں حضور رئیس الحفاظ کی وفات کے بعد یہ بیڑا جانشین حضور رئیس الحفاظ خلیفۂ تاج السنہ الحاج حضرت حافظ و قاری مولانا محمد شافع رضا رضوی مدظلہ العالی نے اٹھایا ہے۔

بفضلہ تعالیٰ حضرت بحسن وخوبی سارا کام انجام دے رہے ہیں، ان کے دست راست ناظم تعلیمات مولانا محمد شاکر رضا رضوی ہیں، جو باذوق، باعلم، مشفق، مخلص، بہت ہی خوش مزاج اور نہایت ہی حساس انسان ہیں ان کا تمام وقت دارالعلوم کی نگہبانی میں گذرتا ہے۔

یہ دارالعلوم لعل گنج کے ایک وسیع وعریض میدان میں قائم ہے، جس میں کئی عمارتیں ہیں، بعض عمارتیں زیر تعمیر ہیں، ایک بڑی مسجد ہے، جس کا نام مسجد نوری ہے، اسی کے اتر جانب حضور رئیس الحفاظ کا مزار شریف ہے، جس کی عمارت زیر تعمیر ہے۔ دارالعلوم بحسن وخوبی روز بروز ترقی کی منزل طے کر رہا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا مستقبل بہت ہی روشن اور روح پرور ہے۔

سہولیات

دارالعلو میں طلبا کے لئے درج ذیل سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں

سرکار رئیس الحفاظ ہاسٹل۔

یہ ہاسٹل کئی کمرے اور ایک بڑے ہال پر مشتمل ہے، جہاں طلبائے کرام کے رہنے سہنے کا معقول انتظام ہے۔

نوری مسجد۔

دارالعلوم میں طلبا اور اطراف وجوانب کے مسلمانوں کے نماز پنجگانہ، جمعہ وعیدین ادا کرنے کے لئے نوری مسجد کی تعمیر کی گئی ہے، جس میں کم وبیش ایک ہزار افراد کے نماز پڑھنے کی وسعت ہے۔

رئیس العلما ہال

دارالعلوم میں سیمینار، بزرگان دین کے اعراس اور دگر خصوصی میٹنگ منعقد کرنے کے لئے رئیس العلما ہال تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے۔

رئیس الحفاظ مہمان خانہ

دارالعلوم میں زیر تعلیم طلبا کے سرپرست حضرات ومہمانان دارالعلوم کے بہتر اور پرسکون قیام وطعام کے لئے رئیس الحفاظ مہمان خانہ کی تعمیر کا منصوبہ ہے، تاکہ طلبہ کو اپنی تعلیمی مصروفیات چھوڑ کر آنے والے مہمان کے لئے قیام و طعام کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔

رضا ہیلتھ کیئر سینٹر

طالبان علوم نبویہ کے معالجہ کے لئے رضا ہیلتھ کیئر سینٹر تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے

دلکش ملت ڈائننگ ہال

دارالعلوم میں زیر تعلیم طلبائے کرام کے خورد ونوش کے لئے دلکش ملت ڈائننگ ہال موجود ہے جہاں بچوں کے کھانے پینے کے لئے عمدہ نظم ونسق موجود ہے، اس کے لئے مطبخ میں باورچی کا انتظام ہے۔ اس کے علاوہ طلبا کے سیر وتفریح کے لئے دارالعلوم میں وسیع وعریض میدان میں پھولوں کے باغات ہیں، جو طلبا کے قلوب واذہان کو جلا بخشتے ہیں۔

رئیس العلما دارالافتا

تحفظ عقائد اہلسنت اور دگر مسائل کے پیش نظر رئیس العلما دارالافتا قائم کرنے کا منصوبہ ہے۔

سو برس تکمیل کو ہے پھر بھی کتنی شان سے
آج تک جلوہ فگن ہے مدرسہ عثمانیہ

﴿منظوم خراج عقیدت﴾

حمد باری تعالیٰ

تری مِلک میں نہیں دوسرا تری شان جل جلالہ
تو خدا ہے دونوں جہان کا تری شان جل جلالہ
جسے چاہے تخت نواز دے جسے چاہے دست دراز دے
نہیں رحمتوں کی ہے انتہا تری شان جل جلالہ
تری ذات لائق حمد ہے ترے آگے خم سرِ عبد ہے
یہ اِلٰہُکُم سے عیاں ہوا تری شان جل جلالہ
تو اَحَد صَمَد تو ہے لَم یَلِد تو غنِی ولِی تو فَنا کی ضِد
ترا ہر لقب ہے کمال کا تری شان جل جلالہ
تجھے زیب دیتی ہے سروری نہ ہو کیوں بھلا تری بندگی
نہیں کوئی ثانی ترا خدا تری شان جل جلالہ
کبھی آسماں کبھی کہکشاں تجھے دیکھا میں نے جہاں جہاں
ترا جلوہ پایا ہے ایک سا تری شان جل جلالہ
نہیں صرف تو ہے غریب کا نہیں صرف تو ہے امیر کا
تو ہے منکروں کا بھی آسرا تری شان جل جلالہ
مرے جرم کی نہیں انتہا مگر آسرا ہے ترا خدا
کہ معاف ہو مری ہر خطا تری شان جل جلالہ
مجھے قیدِ غم سے نکال دے، مرے دل کو خوشیوں میں ڈھال دے
نہیں کوئی میرا ترے سوا تری شان جل جلالہ

یہ جسیمؔ کو اے میرے خدا تیری ذات ہے سے یہی رجا
اسے نار سے تو بچائے گا تیری شان جل جلالہ

نعت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کیا خوب تری ہے شان سخا اے جان عطا سبحان اللہ
کشکول پسارے در پہ ترے ہیں شاہ وگدا سبحان اللہ
آنکھیں ہیں تری سبحان اللہ رخسار ترا سبحان اللہ
لیتے ہیں بلائیں قدسی بھی تری زلف دوتا سبحان اللہ
ایسا ہے بنایا رب نے تجھے تمثیل نہیں کوئی بھی تری
ثانی ہے نہ تیرا سایہ ہے اے نور خدا سبحان اللہ
اے جان مدینہ جان حرم کیا زلف تری لہرائی ہے
چھائی ہے زمانے میں ہر سو رحمت کی گھٹا سبحان اللہ
کیا رب نے تجھے وہ مقام عطا قربان ہے جس پہ دونوں جہاں
تو ہے سب سے الگ تو ہے سب سے جدا اے شاہ دنی سبحان اللہ
کیا شان ہے ان کی رفعت کی کیا شان ہے ان کی عظمت کی
ہیں عرش بریں پر جلوہ فگن محبوب خدا سبحان اللہ
اے شاہ عرب اے شاہ عجم تجھ پر ہیں فدا سو جان سے ہم
للہ کرم للہ کرم سن لے تو صدا سبحان اللہ
والشمس تمہارا چہرہ ہے واللیل تمہاری زلفیں ہیں
اس طرح سنوارا اللہ نے ہے تم کو شہا سبحان اللہ

ہر آن وہ زندہ رہتا ہے کرتا ہے راج زمانے پر
مر کر وہ کبھی بھی مرتا نہیں جو ہے تجھ پہ فدا سبحان اللہ
جنت سے ہوائیں آنے لگی باغات میں کلیاں کھلنے لگی
ناچیز جسیمؔ خستہ نے جب ذکر کیا سبحان اللہ

﴿نعت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم﴾

مرا دل آتش الفت میں جل جائے تو اچھا ہے
تمہارے در پہ آقا دم نکل جائے تو اچھا ہے
ہمیں دنیا کے نغموں پر مچل جانا نہیں آتا
نبی کی نعت سن کر دل مچل جائے تو اچھا ہے
تمنا ہے فقط اتنی خدایا وصل جاناں میں
ہماری ساعت ہجراں بدل جائے تو اچھا ہے
کفن سر پر سجا کر سوئے میداں ہم نکل آئیں
ستمگر اس سے پہلے ہی سنبھل جائے تو اچھا ہے
شہنشاہ مدینہ تیری چشمان عنایت سے
پریشانی بھی آسانی میں ڈھل جائے تو اچھا ہے
گناہوں سے تری الفت نہیں اچھی جسیمؔ اکرم
لحد میں ساتھ بس حسن عمل جائے تو اچھا ہے

﴿منقبت﴾

منقبت درشان شیخ الاسلام والمسلمین، مبلغ عالم اسلام، آل رسول، جگر گوش بتول، اشرف الاولیا سیدنا سندنا الشاہ ابوالفتح سید مجتبیٰ اشرف قادری رحمۃ اللہ علیہ۔

سرور سروراں اشرف الاولیا
نائب مرسلاں اشرف الاولیا
نام ہے مجتبیٰ شان بھی مجتبیٰ
اور لقب پاسباں، اشرف الاولیا
ذات تو ذات ہے تیرا دربار بھی
شاہا جنت نشاں اشرف الاولیا
تیری آمد سے ہر سمت شاہ شہاں
چھایا نوری سماں اشرف الاولیا
اس زمیں کی مہد میں اے گلگوں قبا
آپ ہیں کہکشاں اشرف الاولیا
از طفیل خدا علم و حکمت کے ہیں
آپ کوہ گراں اشرف الاولیا
دیکھ کر آپ کا علمی جاہ و جلال
دنگ ہیں عاقلاں اشرف الاولیا
دیں کی تبلیغ میں تم نے دیکھا نہیں
کیا ہے سود و زیاں اشرف الاولیاء
آپ کے نام سے تھرتھرانے لگے
سارے بد مذہباں اشرف الاولیا

تیری ہیبت سے دشمن زمیں میں شہا
دھنس گیا بے گماں اشرف الاولیا
بہر امداد آجاتے مجبور کی
سن کے آہ و فغاں اشرف الاولیا
مدتیں ہوگئیں ہجر سہتے ہوئے
دور ہوں دوریاں اشرف الاولیا
ہو کرم کی نظر مجھ گنہ گار پر
آل شاہ جہاں اشرف الاولیا
ہے جسیمؔ حزیں بھی پئے مصطفی
آپ کا مدح خواں اشرف الاولیا

﴿منقبت﴾

منقبت درشان عارف باللہ عاشق رسول اللہ گلستان علی کے پھول جگر گوش بتول سیدنا سندنا حضور الشاہ سید **نذیر احمد بغدادی** رحمۃ اللہ علیہ۔

علی مرتضیٰ کا گل رخا سید نذیر احمد
سکون قلب و جان فاطمہ سید نذیر احمد
عطائے خالق ارض و سما سید نذیر احمد
فدائے حضرت شاہ ھدیٰ سید نذیر احمد
خلافت سے نوازا ان کو سید مصطفی اشرف
ہیں ایسے متقی و با صفا سید نذیر احمد

گرفتار بلا ہوں میں، پئے شبیر و شبر تم
کرو رنج و مصیبت سے رہا سید نذیر احمد
کوئی بہکا دے راہ حق سے ایسا ہو نہیں سکتا
ہیں میرے رہنماؤ پیشوا سید نذیر احمد
تمہارے در سے میں جاؤں کہاں بہر مدد شاہا
تمہیں تو ہو مرے مشکل کشا سید نذیر احمد
نہ آئے کیوں تمہارے در پہ منگتا جھولیاں بھرنے
ہو جب تم منبع جود و سخا سید نذیر احمد
وہیں پر آتے ہیں پروانے آکر جان دیتے ہیں
قدوم ناز رکھ دیں جس جگہ سید نذیر احمد
ترے تشریف لانے سے منور ہو گیا ہر سو
ہمارا مدرسہ عثمانیہ سید نذیر احمد
فقط دل کیا جگر کیا ہے طفیل حق سراپا ہے
جسیمؔ قادری بھی آپ کا سید نذیر احمد

شاہ مسلم میاں اور حافظ شعیب
صاحبان ولایت پہ لاکھوں سلام
جس کی ضو سے چمک اٹھا عثمانیہ
اس چمک والی صورت پہ لکھوں سلام

﴿جسیم اکرم﴾

﴿منقبت﴾

منقبت درشان آل رحمان، ابوالبرکات، شبیہ غوث الاعظم، ولی ابن ولی، مجدد ابن مجدد، امام الاصفیا والاتقیا، شہزادہ اعلیٰ حضرت حامی سنت ماحی بدعت پیکر رشد و ہدایت پیر طریقت رہبر راہ شریعت **حضور مفتی اعظم** ہند حضرت العلام الشاہ محمد **مصطفی رضا خان** قادری رحمۃ اللہ القوی

سجی محفل ہے کیا منظر سہانا مفتی اعظم
سبھی کے لب پہ ہے تیرا ترانہ مفتی اعظم
شبیہ غوث اعظم ہے تمہاری ذات بابرکت
کرے مدحت نہ کیوں اہل زمانہ مفتی اعظم
نبی کی حرمت و ناموس پر گردن کٹا دیں گے
سکھایا ہے نہیں سر کو جھکانا مفتی اعظم
دکھا دے چہرہ انور کہیں آقا نہ رو رو کر
ترے در پر ہی مر جائے دوانہ مفتی اعظم
نکما ہوں کمینہ ہوں یہ مانا پھر بھی اے مرشد
مریدی کہہ کے محشر میں بلانا مفتی اعظم
مجھے سوئے جہنم لے چلے جب قدسی محشر
طفیل مصطفی اس دم بچانا مفتی اعظم
جہاں تاج الشریعہ جیسی ذات پاک ملتی ہے
تمہارا وہ انوکھا ہے گھرانہ مفتی اعظم
تمہیں احمد رضا نے جو پلایا ہے فقط دو بوند
وہ جام عشق ہم کو بھی پلانا مفتی اعظم

تمہارا نام لے کر کیسے جیتا ہے دل عاشق
نہیں ممکن زباں سے یہ بتانا مفتی اعظم

تمہارا چہرہ نوری ہے تمہارا اسوہ نوری ہے
تمہاری ذات بھی نوری یگانہ مفتی اعظم

فقیروں بے نواؤں کو تو جھولی بھر کے دیتا ہے
مگر گھٹتا نہیں تیرا خزانہ مفتی اعظم

تمہارا مسکرانا اور چلنا، بیٹھنا، اٹھنا
تمہاری ہر ادا ہے صوفیانہ مفتی اعظم

جسیمؔ قادری بہر مدد در پر کھڑا ہے شاہ
کرو اس پہ بھی چشم عارفانہ مفتی اعظم

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

﴿منقبت﴾

عمدۃ المحققین، سلطان الواعظین، عالم ربانی، شیخ المشائخ، گل گلزار قادریت، پیر طریقت، رہبر شریعت، صوفی ملت، خلیف آل رسول، جگر گوش بتول، سیدنا سندنا سید نذیر احمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ رئیس العلماء حضرت علامہ مولانا الشاہ محمد مسلم رحمۃ اللہ علیہ۔

عاشق حضرت سبحان رئیس العلما
نائب شاہ سلیمان رئیس العلما

دین احمد کے نگہبان رئیس العلما
مظہر نوشۂ جیلان رئیس العلما

کتنے بے دین ترے دست مبارک پہ شہا
ہو گئے صاحب ایمان رئیس العلما

واہ وا تو ہوا رحمن سے راضی
تجھ سے راضی ہوا رحمان رئیس العلما

جس کی گودی میں کھلے پھول رئیس الحفاظ
ایسے ہیں اہل گلستان رئیس العلما

سامعیں روتے رہے اور ادھر سوئے جناں
چل دیے خطبہ کے دوران رئیس العلما

مدتیں ہو گئیں رحلت کیے تجھ کو لیکن
نہ ہوا کم ترا فیضان رئیس العلما

عاشقوں کو ترے دربار مقدس کا شہا
ذرہ بھی لگتا ہے مرجان رئیس العلما

بہر سرکار کرو چشم عنایت مجھ پر
مشکلیں ہو مری آسان رئیس العلما

ناقص الفکر جسیمؔ اکرم خستہ سے بھلا
ہو بیاں کیسے تری شان رئیس العلما

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

﴿منقبت﴾

منقبت در شان **مبلغ اسلام**،**سلطان الواعظین**،**حضرۃ العلام** حضرت **محمد مسلم رضوی** رحمۃ اللہ علیہ۔

عشق و الفت کا آئنہ مسلم
مظہر حضرت رضا مسلم

کیا بتاؤں ہیں کیا سے کیا مسلم
پیکر صدق، با صفا مسلم

جاں نثاران پورنیہ بولے
جان و دل آپ پر فدا مسلم

کیوں کبھی غیر کی طرف جاؤں
آپ ہیں میرے رہنما مسلم

آپ بے شک طبیب حاذق ہیں
کیجیے درد کی دوا مسلم

کہہ اٹھے ان کو حضرت یسین
آپ ہیں قطب پورنیہ مسلم

تا رمق تم نے کی ثنا ان کی
واصف شاہ دوسرا مسلم

کیا میں تعریف آپ کی لکھوں
مقتدی میں تو مقتدا مسلم

اک نظر کر جسیمؔ اکرم پر
ہوں ترے در کا میں گدا مسلم

﴿منقبت﴾

منقبت در شان **خطیب اہل سنت خلیفۂ حضور اشرف الاولیاء و قمر ملت حضور دلکش ملت** حضرت **غلام محی الدین دلکش پورنوی** رحمۃ اللہ علیہ۔

انکار کسی کو بھی نہیں دلکش ملت
ہے تیری جبیں ماہ مبیں دلکش ملت

کیا شیریں بیاں شیریں زباں ہادی و مہدی
ہیں مرد خدا عالم دیں دلکش ملت

کیوں غیر کا پہرا ہو مرے قلب میں آخر
جب خانۂ دل میں ہیں مکیں دلکش ملت

دربار ترا چوم کر آنکھوں میں بسا کر
مسرور ہوا قلب حزیں دلکش ملت

عثمانیہ میں مسند تدریس پہ بے شک
تا عمر رہے جلوہ نشیں دلکش ملت

کیا شان بیاں تیری کرے مجھ سا نکما
گر ہے تو فلک میں ہوں زمیں دلکش ملت

سرکار شعیب آپ کے انگشت کرم کی
انگوٹھی ہیں مسلم تو نگیں دلکش ملت

ہے رب سے دعا شاہ مدینہ کے تصدق
ہو تیری لحد خلد بریں دلکش ملت

بے تاب نگاہوں کا بھرم ٹوٹ نہ جائے
مجھ کو بھی دکھا روئے حسیں دلکش ملت

جس ذات مبارک سے ہوا پورنیہ روشن
وہ نور فشاں نور مبیں دلکش ملت
ناچیز جسیمؔ اکرم خستہ کا سہارا
ہے تیرے سوا کوئی نہیں دلکش ملت

﴿تہنیت﴾

تہنیت درشان **قمر** قطب پورنیہ، تلمیذ حضور ملک العلما، برادر رئیس العلما، صوفی باصفا حضرۃ العلام حضرت مولانا **محمد قمر الدین** رضوی مدظلہ العالی۔

ماحی کفر و بدعت قمر پورنوی
حامی اہل سنت قمر پورنوی
تم ہو تلمیذ سرکار سید ظفر
منبع علم و حکمت قمر پورنوی
یاد آتا ہے مسلم کا روئے حسیں
دیکھ کر تیری صورت قمر پورنوی
عابد و زاہد و متقی پارسا
خوبصورت و سیرت قمر پورنوی
صبح کیا شام کیا بلکہ ہر اک گھڑی
کرتے ہیں رب کی طاعت قمر پورنوی
دلکشا، دل ربا، دل فزا، دلنشیں
تیری ہر ایک عادت قمر پورنوی

یاد رکھے گی دنیا قیامت تلک
تیری بے لوث خدمت قمر پورنوی
بھول جاؤں میں تم کو یہ ہوگا نہیں
پیکر عشق و الفت قمر پورنوی
علم والوں سے پوچھو بتائیں گے وہ
کون ہیں شیخ حضرت قمر پورنوی
دردمندوں غریبوں کی خاطر جسیمؔ
وجہ تسکین و راحت قمر پورنوی

﴿منقبت﴾

منقبت حضور **رئیس الحفاظ** حضرت **محمد شعیب عالم رضوی** رحمۃ اللہ علیہ

مجھ پہ ہو چشم عنایات رئیس الحفاظ
کرتا ہوں التجا دن رات رئیس الحفاظ
رب کعبہ کا ولی آپ کو سب کہنے لگے
دیکھ کر تقوی طہارات رئیس الحفاظ
وہ مسائل جنھیں پیچیدہ سمجھتے ہیں لوگ
تیرے آگے ہیں بدیہات رئیس الحفاظ
کب سے ہوں در پہ پسارے ہوئے جھولی اپنی
دیجیے مجھ کو بھی خیرات رئیس الحفاظ

آسمانوں کی طرف گر تو اشارہ کر دے
ہو ابھی نور کی برسات رئیس الحفاظ
متقی تجھ سا زمانے میں کوئی ملتا نہیں
ہے الگ سب سے تری ذات رئیس الحفاظ
مسکرانا و غریبوں پہ بھی شفقت کرنا
یاد ہیں سب ترے عادات رئیس الحفاظ
بعد رحلت جو کھلی آنکھ تو دلکش بولے
تم ہو سلطان کرامات رئیس الحفاظ
سونگھ کے مٹی یہ کہتے ہیں زمانے والے
آتیں ہیں قبر سے نفحات رئیس الحفاظ
شاہ مسلم نے دیا ہم کو انوکھا تحفہ
بحر الطاف و عنایات رئیس الحفاظ
گر کرم آپ کا ہو جائے جسیمؔ اکرم پر
گل ہوں آفات و بلیات رئیس الحفاظ

﴿منقبت﴾

منقبت درشان حضور رئیس الحفاظ رحمۃ اللہ علیہ

کس طرح ہم سے بیاں ہو مدحت حافظ شعیب
دیکھ کر ہے عقل حیراں عظمت حافظ شعیب
ان کا جوٹھا پیتے ہی بیمار اچھا ہو گیا
واہ کتنا پر اثر ہے شربت حافظ شعیب
کیسے سمجھے گا بھلا وہ ان کی رفعت کا مقام
قلب میں جس کے نہیں ہے الفت حافظ شعیب
زہد و تقویٰ علم و حکمت دیکھ کر سب نے کہا
حضرت مسلم کی سیرت، سیرت حافظ شعیب
ان کے در پر ہر گھڑی رہتا ہے لوگوں کا ہجوم
مرجع خلق خدا ہے تربت حافظ شعیب
ہوگیا دل، دل سے شیدا، دل سے دیوانہ میرا
اک جھلک بس دیکھتے ہی صورت حافظ شعیب
ناز کرتا ہے وہ اب بھی اپنی قسمت پر ضرور
ایک پل بھی جس نے کی ہے خدمت حافظ شعیب
دلکش ملت کا چہرہ دیکھنے کے واسطے
آنکھ کھولی بعد رحلت حضرت حافظ شعیب
یا الٰہی مسلک احمد رضا پر حشر تک
خیر سے قائم رہے کل عترت حافظ شعیب

یاالٰہی دین کی خدمت سدا کرتے رہے
پیارے شافع جانشین حضرت حافظ شعیب
حضرت مسلم کے گلشن میں جسیمؔ قادری
ہر طرف پھیلی ہوئی ہے نکہت حافظ شعیب

﴿منقبت﴾

منقبت درشان **زوجہ حضور رئیس الحفاظ** رحمۃ اللہ علیہ۔

پاک دامن پاک طینت پارسا تھی رابعہ
حامی اہل سنن کی اہلیہ تھی رابعہ
خدمت دین نبی کرتی رہی جو عمر بھر
وہ فدائے حضرت خیر الوریٰ تھی رابعہ
جن کی چوکھٹ سے کبھی خالی نہیں منگتا گیا
اللہ اللہ وہ کنیز فاطمہ تھی رابعہ
سرور طیبہ پہ پڑھتی تھی وہ کثرت سے درود
متقیہ، عابدہ اور زاہدہ تھی رابعہ
یا الٰہی اہل خانہ کو تو دے صبر جمیل
ان کی آنکھوں کی برودت اور ضیا تھی رابعہ
غیر محرم بعد رحلت بھی انھیں دیکھا نہیں
پیکر صدق و صفا اور باحیا تھی رابعہ

ان کا ثانی ڈھونڈنے سے بھی کہیں ملتا نہیں
اس زمانے میں وہ عکس رابعہ تھی رابعہ
کیوں نہ برسے قبر میں رحمت خدا کی بے شمار
عابدہ تھی زاہدہ تھی طاہرہ تھی رابعہ
طالبان علم دیں کی خدمتیں کی رات دن
واہ کیسی نعمت رب العلیٰ تھی رابعہ
زہد و تقویٰ عاجزی و انکساری میں جسیمؔ
از طفیل فاطمہ خیر النسا تھی رابعہ

﴿مدرسہ عثمانیہ﴾

دارالعلوم مدرسہ عثمانیہ لعل گنج پورنیہ کی صد سالہ خدمات پر خراج تحسین
بانی ادارہ صوفی باصفا حضرت **محمد خورشید** مرحوم۔ سن قیام ۱۹۲۱ء۔

واہ کیا باغ عدن ہے مدرسہ عثمانیہ
بیت سلطان زمن ہے مدرسہ عثمانیہ
رنگ و بو کی انجمن ہے مدرسہ عثمانیہ
مسکراتا اک چمن ہے مدرسہ عثمانیہ
جس کے بانی اور خادم حضرت خورشید ہیں
وہ جہان علم و فن ہے مدرسہ عثمانیہ
ہر طرف روشن ہوئی جس سے زمین لعل گنج
وہ تمہاری ہی کرن ہے مدرسہ عثمانیہ

اک صدی تکمیل کو ہے پھر بھی کتنی شان سے
آج تک جلوہ فگن ہے مدرسہ عثمانیہ

اس طرح مہکایا تو نے خوشبوؤں سے لعل گنج
منفعل مشک ختن ہے مدرسہ عثمانیہ

یادگار حضرت مسلم میاں حافظ شعیب
از طفیل پنجتن ہے مدرسہ عثمانیہ

بھول جائے کیسے دنیا آپ کو دلکش میاں
آپ کا ذکر حسن ہے مدرسہ عثمانیہ

سر زمین پورنیہ پر از پئے شاہ عرب
مرکز اہل سنن ہے مدرسہ عثمانیہ

خاک ہو جائے وہ جل کر اپنے دل کی آگ سے
جس کو بھی تجھ سے جلن ہے مدرسہ عثمانیہ

کیوں نہ ہو سیراب اس سے تشنگان علم و فن
رحمت حق کی بھرن ہے مدرسہ عثمانیہ

منبع جود و سخاوت اے جسیمؔ قادری
صدقے رب ذو المنن ہے مدرسہ عثمانیہ

ختم شد

